# یہ جو وفا کا اعتبار ہے



سعدیہ عابد

# یہ جو وفا کا اعتبار ہے

سعدیہ عابد

شافع لغاری بہت بری طرح سے اس پر برس رہا تھا اس کی آنکھوں سے آنسو گرنے لگے تو قدرے دھیما پڑ گیا، لیکن ابھی بھی غصہ بھری نگاہیں اسی پر جمی ہیں تو وہ دھیرے سے منمنائی۔

''مجھ سے نہیں پڑھا جاتا، بھا جان!''

''سن رہی ہیں آپ اماں جان! اس کی وجہ سے آج میری اتنی انسلٹ ہوئی، شرمندگی سے نگاہ نہیں اٹھا پا رہا تھا، دو پیپرز میں پاسنگ مارکس، تین میں فیل ہو گئی ہے۔'' بیٹے کے انتہائی بگڑے ہوئے تیور ان کو بھی قدرے خوفزدہ کر رہے تھے کہ وہ اس طرح چیخنے چلانے والا ہرگز نہیں ہے، اس نے گیلی آنکھوں سے ماں کو آس و امید سے دیکھا۔

''میشے اپنے کمرے میں جاؤ۔'' بیٹی سائیڈ لے کر اسے شہہ دے نہیں سکتی تھیں اور ویسے بھی اس کی حرکتوں اور اس کے رزلٹ سے نالاں تھیں لیکن اسے روتے بھی تو نہیں دیکھ سکتی تھیں اس لئے اسے فی الحال منظر سے ہٹا دینے میں، عافیت جانی اور اسے جانے کو کہہ دیا، وہ مڑی اور تقریباً دوڑتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف بھاگ گئی۔

''شافع! تم غصہ نہ کرو بیٹا، میں میشے

## مکمل ناول

کو سمجھاؤں گی، اس طرح اس کو ڈانٹنے سے وہ تم سے بدظن ہو جائے گی، ابھی تم نے غصہ میں محسوس نہیں کیا مگر وہ کتنا سہم گئی تھی۔'' راحیلہ لغاری نے بیٹے کے کاندھے پہ ہاتھ رکھا اور وہ خود کو کنٹرول کرتا ہوا، صوفے پر آ بیٹھا۔

''میٹرک کے بعد سائنس اس لئے چینج کی کہ شاید اسے میڈیکل سے دلچسپی نہ ہو، مگر اسے تو سرے سے ہی دلچسپی ہی نہیں ہے، بابا کی ڈیتھ کے بعد آپ نے اکیلے ہی سروائیو کیا صرف اپنی ایجوکیشن و خود اعتمادی سے اور آج کل تو گریجویشن کی بھی ڈیمانڈ نہیں ہے اور وہ فرسٹ ایئر اتنی غیر ذمہ داری سے پڑھ رہی ہے تو آگے ہم اس سے کیا امید رکھیں؟ اللہ نہ کرے زندگی میں کبھی بیڈ سچویشنز سے واسطہ پڑا تو وہ کیسے ہینڈل کرے گی؟ آج کل کی لڑکیوں کی مانند نہ تیز وطرار ہے نہ ہی اس میں خود اعتمادی و بولڈنیس ہے، چند سالوں بعد اس کی شادی کا مسئلہ کھڑا ہو گا تو آپ نے سوچا کہ ہم کس خصوصیت کو بنیاد بنا کر اس کی شادی کریں گے؟ خوبصورتی خوب سیرتی و کردار ہمیشہ سے میجر رول پلے کرتے ہیں لیکن آج کل کے لڑکے ویل ایجوکیٹڈ قدم سے قدم ملا کر ساتھ چلنے والی لڑکیوں کو پسند کرتے ہیں، تعلیم سے اسے دلچسپی نہیں ہے اور دوسرے عوامل سے بھی نابلد، سمجھ نہیں آتا کہ کروں تو کیا؟'' شافع لغاری کے لفظ لفظ میں سچائی اور بہن کے لئے محبت وفکر تھی۔

''تم زیادہ مت سوچو بیٹا! میں اسے سمجھاؤں گی اور اٹھو فریش ہو کر آؤ میں کھانا لگواتی ہوں۔'' انہوں نے آنسو صاف کرتے ہوئے اسے دیکھا اور وہ سرد سانس خارج کرتا اٹھ کھڑا ہوا۔

''آپ پہلے میشے کو جا کر دیکھ لیں، رو رہی ہو گی، غصہ و ٹینشن میں کچھ زیادہ ہی اسے ڈانٹ دیا۔'' وہ بیٹے کی فکر پر اب کے مسکرا دیں، راحیلہ لغاری کے شوہر کی ڈیتھ جب ہوئی جب شافع محض گیارہ برس کا اور مشام ایک سال کی تھی کہ وہ بھائی سے پورے دس برس چھوٹی ہے، راحیلہ لغاری کے شوہر کا اپنا بوتیک تھا، راحیلہ لغاری اور وہ کلاس فیلو تھے انہوں نے فیشن ڈیزائنگ میں ماسٹرز کیا تھا اور شوہر کی ڈیتھ کے بعد انہوں نے بوتیک سنبھالا اور چند ایک ضروری کورس بھی کیے یوں اپنے بل بوتے پر بچوں کی پرورش کی۔

شافع لغاری نے ٹیکسٹائل ڈیزائنگ میں ماسٹرز کیا ہے اور کورسز اس کے علاوہ ہیں مشام کو پڑھائی سے بالکل انٹرسٹ نہیں ہے، اوٹ پٹانگ حرکتیں کرنا ایک ہنگامہ مچائے رکھنا اس کا شوق ومشغلہ ہے، شافع جتنا سنجیدہ و بردبار ہے وہ اتنی ہی غیر سنجیدہ و چلبلی ہے، شافع لغاری نے سارا کام خود سنبھال لیا تھا اور اس کی محنت کا ہی صلہ ہے کہ وہ بہت جلد ایک نیا بوتیک لانچ کرنے والا تھا۔

☆☆☆

''میری گڑیا اپنے بھا جان سے اب تک ناراض ہے۔'' دو دن سے گھر میں خاموشی ہے کہ ان کی بولتی مینا کمرے سے ہی نہیں نکل رہی اور آج جب وہ واپس آیا تو اسے برآمدے میں نہ پا کر فریش ہو کر اس کے روم میں آ گیا۔

''نہیں۔'' آنکھوں میں آنسو جمع ہونے لگے۔

''آئی ایم سوری مجھے اپنی گڑیا کو ڈانٹنا نہیں چاہیے تھا۔'' اس کی رونی صورت دیکھ کر نرمی سے کہا۔

''سوری تو مجھے کرنی ہے بھا جان کہ میری وجہ سے آپ کی اتنی انسلٹ ہوئی، بٹ مجھ سے نہیں پڑھا جاتا۔'' وہ رونے لگی۔

''کیوں نہیں پڑھا جاتا، آخر کیا مشکل لگتا ہے؟ کون سا سبجیکٹ میری گڑیا کو مشکل لگتا ہے؟'' اس کے آنسو پونچھتے ہوئے نرمی سے استفسار کیا۔

''سارے ہی مشکل لگتے ہیں۔'' اس نے منہ بنایا۔

''یہی تو پرابلم ہے گڑیا کہ مشکل سمجھ اور کہہ کر تم نے اس سب کو سر پر سوار کر لیا ہے، ورنہ انسان شوق و ذمہ داری سے کچھ بھی کرے تو وہ خود بہ خود آسان لگنے لگتا ہے اور کامیابی کیسے ملتی پتہ بھی نہیں چلتا۔'' اس نے لمبی چھوٹی سے گلابی ناک ہلکے سے دبائی۔

''میں بہت کوشش کرتی ہوں، گھنٹوں کتابیں کھول کر پڑھتی ہوں مگر کچھ سمجھ ہی نہیں آتا، کامرس تو سائنس سے بھی زیادہ ڈیفیکلٹ ہے، سائنس میں تو صرف بائیو مشکل لگتی تھی اور کامرس کے تو سارے سبجیکٹ جان کو آنے والے ہیں، اکاؤنٹنگ اور بزنس میتھ تو پھر بھی اچھے ہیں، لیکن اکنامکس اور اردو تو سخت زہر لگتے ہیں، مجھے نہیں کامرس پڑھنی۔''

''تم نے نائین ٹین میں بھی یہی کیا تھا کہ تم نے سائنس نہیں پڑھنی، لیکن اب فیکلٹی چینج نہیں ہو سکتی، اکیڈمی جاتی ہو وہاں سمجھ نہیں آ رہا تو میں گھر پر ٹیوٹر کا انتظام کر دیتا ہوں، لیکن ایک پیپر میں بھی نمبر کم آئے یا فیل ہوئیں تو پھر دیکھنا تم شوق سے پڑھو یا زبردستی، پڑھنا تو ہے گریجویشن سے قبل تو تمہاری جان نہیں چھوٹنے والی، پیپر میں فیل ہوئیں تو صرف سال ضائع ہوں گے کہ تم انٹر دو سال میں کر دیا چھ سال میں انٹر بھی کرنا ہے اور گریجویشن بھی، اس لئے اب اٹھو اور فریش ہو جاؤ، رات کا کھانا باہر کھائیں گے۔'' وہ سنجیدگی و ٹھوس لہجے میں اپنی بات اس تک پہنچاتا گال تھپتھپاتا اٹھ گیا اور اس کے آنسو گرنے لگے کہ وہ اس سے اپنی ہر جا بے جا ضد منوا لیتی ہے مگر جب وہ سنجیدگی سے کوئی بات کوئی فیصلہ صادر کرتا ہے تو اسے ماننے ہی بنتی ہے اور وہ اگر ذرا سی بھی لچک دکھاتا تو اس نے تو میٹرک کے بعد ہی تعلیم کو خیر باد کہہ دینا تھا مگر برا ہو قسمت کا کہ اس معاملہ میں نہ بھائی ساتھ ہے اور نہ ماں، اس لئے وہ ان کے آگے مجبور ہے۔

''دیکھو میشے ہر بات کا حل رونے سے نہیں نکلتا کہ روتے تو کمزور لوگ ہیں اور میں اپنی بہن کو بہت اسٹرانگ دیکھنا چاہتا ہوں اور تعلیم بہت ضروری ہے اس لئے تمہاری بات نہیں مان سکتا، اس لئے آنسو پونچھ لو کہ تمہیں اور اماں جان بالکل دکھی نہیں دیکھ سکتے۔'' اس نے آنسو صاف کیے پیشانی پر بوسہ دیا اور اس کے کمرے سے نکل آیا کہ اس کا دل بوجھل ہونے لگا تھا اس کی آنکھوں میں اس نے امید ٹوٹتی دیکھی تھی کہ جیسے وہ بات مان لے گا اور نہیں مانا تو وہ ہرٹ ہوئی ہے مگر وہ تو اس کے بھلے کے لئے ہی کر رہا ہے اور اس نے ڈنر کے لئے بھی جانے کے لئے منع کر دیا، وہ ان دونوں سے آج کل بات نہیں کر رہی، صبح کالج جاتی ہے، واپس آ کر کھانا کھا کر سو جاتی ہے اور پانچ بجے اکیڈمی تقریباً آٹھ بجے تک واپسی ہوتی ہے اور جتنا وقت گھر پر رہتی ہے اپنے کمرے میں ہی رہتی ہے اور فی الحال اسے کچھ کہنے سمجھانے کے لئے شافع نے منع کر دیا ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ وہ خود کوئی فیصلہ کرے، اس نے اپنے بچپن کے دوست کو اسے ٹیوشن دینے کے لئے راضی کر لیا ہے یہ تھا تو بہت مشکل مگر اس نے بہت مشکل سے ہی سہی اسے میشے کو پڑھانے کے لئے راضی کر لیا وہ اور ابھی ون کلاس سے سکینڈ ائیر تک

کلاس فیلو رہے انٹر کے بعد دونوں کے راستے الگ ہو گئے، مگر دوستانہ مراسم میں کوئی فرق نہ آیا، انجعی خان نے سی اے کیا ہے اور ابھی آگے مزید پڑھ رہا ہے کہ اس کی پوری فیملی پڑھی لکھی ہے، دونوں بہنیں گریجویٹ ہیں اور چھوٹا بھائی ابزی خان ماسٹرز کر رہا ہے، انجعی خان کے فادر کا اپنا بزنس ہے اور وہ کافی رچ فیملی سے تھا۔

☆☆☆

''پڑھائیش کی باتیں کرنی ہیں تو میں جا رہی ہوں، جسے دیکھو یہی ایک موضوع لے کر بیٹھ جاتا ہے، ہم یہاں تمہاری برتھ ڈے سیلیبریٹ کرنے آئے ہیں، پڑھنے نہیں۔''

مشام کی دو دوستیں تھیں، رابعہ جو کالج فرینڈ ہے اور نورین جس کے ساتھ میٹرک تک دوستی کلاس فیلو کی حیثیت سے بھی رہی اور آج بھی قائم تھی، نورین کی سالگرہ ہے اس نے ٹریٹ دینے کو کہا تو وہ رابعہ کو بھی ساتھ لے آئی کہ رابعہ لوگ ایک ماہ قبل ہی گلستان جوہر سے ڈیفنس میں شفٹ ہوئے ہیں اور رابعہ عین اس کے سامنے والے گھر میں رہتی ہے، اس نے رابعہ سے چلنے کا پوچھا تو وہ راضی ہو گئی، ان دونوں کو آدھے گھنٹے قبل شافع لغاری خود چھوڑ گیا ہے، رابعہ نے پیپرز کا پوچھنا ہی چاہا تھا کہ وہ نہایت تپ کر بولی تھی۔

''او گاڈ! تم آج بھی پڑھائی سے اتنا ہی بھاگتی ہو۔'' نورین ہنسنے لگی۔

''صرف بھاگتی ہوں، بھاگ پاتی نہیں ہوں کہ بھا جان ایسا کرنے نہیں دیتے، مجھے اتنا پڑھا کر نہ جانے ان کو کیا ملے گا؟'' وہ تو بہت چڑی ہوئی تھی ناگواریت سے بولی۔

''تعلیم بہت ضروری ہے، اس کے بغیر معاشرے میں سروائیول ممکن ہی کب ہے؟'' یہ رابعہ نے کہا۔

''اچھا بس رہنے دو، ماں جان اور بھا جان سے آج کل بائیکاٹ چل رہا ہے ایسا نہ ہو کہ تم دونوں بھی اسی بائیکاٹ کا حصہ بن جاؤ۔'' نہایت تپ کر بولی۔

''مڈٹرمز کا اس کا رزلٹ تو پوچھ لو؟'' رابعہ کو شرارت سوجھی۔

''تم زیادہ نہ فضول بات مت کرو رابی اور نور مجھے جانتی ہے میں نے مڈٹرمز اور پریلیمز بھی کلیئر نہیں کیے۔'' اسے جیسے کوئی فرق ہی نہیں پڑتا تھا۔

''تین پیپرز میں فیل۔'' اسے تو سن کر دھچکا سا لگا۔

''ہاں تو اردو کی پوئٹری سر سے گزرتی ہے، POC تو سر تک پہنچ بھی نہیں پاتا رہ گئی اکو، اس کا ایجاد کرنے والا میرے سامنے آ جائے تو اسے نہ میں نے سر کے بل کھڑا کر دیا تو کہنا۔'' ان دونوں سے پہلے جارحانہ عزائم بتاتی مشام کو دیکھا اور پھر ایک دوسرے کو دیکھ کر ہنستی ہی چلی گئیں اور ان دونوں کے ساتھ وہ خود بھی ہنس دی۔

''اب جلدی سے کھانے کو آرڈر کرو، ان فضول باتوں نے پہلے ہی دماغ خراب کیا ہوا ہے اور تم دونوں مزید کر رہی ہو۔'' اس نے آنسو ٹشو میں جذب کیے اور وہ دونوں ہی رابعہ کو اپنی بچپن کی شرارتیں بتانے لگیں۔

''نور، اتنی انٹیلی جنٹ تھی کہ ہمیشہ فرسٹ پوزیشن لاتی تھی اور میں تو پاس ہو جاتی تھی یہ بھی معجزہ ہی ہوتا تھا۔'' سینڈوچ کھاتے ہوئے وہ نورین کی کسی بات پر مسکرا کر بولی۔

''یہ اتنی کوڑھ مغز نہیں ہے، اگر ذرا سی بھی دلچسپی دکھائے نہ پوزیشن لا سکتی ہے۔''

''او، چھوڑو بھئی مجھے کوئی پوزیشن نہیں لانی، اگر بھا جان آج مان جائیں تو میں آج تعلیم کو ٹاٹا



بائے بائے کر دوں۔'' اس نے مزے سے کہہ کر جوس کے سیپ لینا شروع کر دیئے۔

''تمہارے بھا جان، تمہیں جانتے ہیں کہ تم پڑھ سکتی ہو پڑھتی نہیں ہو اس لئے وہ نہیں مانتے، اس لئے میرا مشورہ تو یہی ہے کہ جب پڑھنا ہی ہے تو ایسے تو پڑھو کہ عزت ہو، لگے مانڈے پڑھ کر پاسنگ مارکس لانے کا فائدہ؟'' بل پے کرنے کے بعد بولی۔

''مجھے نہ پڑھنا ہے نہ میں پڑھوں گی، کیونکہ میں یہ بھی جانتی ہوں کہ اگر آج میں سیریس ہو گئی تو بھا جان نے گریجویٹ کو کچھ نہیں سمجھنا، ماسٹرز اور PHD بھی کروالیں گے جیسے خود ابھی تک نہ جانے کیا کیا پڑھتے رہتے ہیں، کتنے ہی تو کورسز کیے ہوئے ہیں، میں تو کبھی کوکنگ و کمپیوٹر کورس تک نہ کروں۔'' منہ بنا کر بولی اور سیل فون اٹھا کر شافع کا نمبر ڈائل کیا۔

''بھا جان پندرہ منٹ تک آ رہے ہیں۔'' ان دونوں کو اطلاع پہنچائی۔

''تم کیسے جاؤ گی اور آئیں کیسے تھیں؟'' بیگ میں موبائل ڈالتے ہوئے یکدم خیال آیا تو نورین کو دیکھا۔

''بابا جان چھوڑ گئے تھے اور لینے ذیشان آئیں گے۔'' اس کو بالکل یاد نہ آیا کہ وہ کسی کی بات کر رہی ہے کیونکہ وہ اکلوتی تھی۔

''اپنے فیانسی کی بات کر رہی ہوں اور آؤ چلتے ہیں آج ان سے تمہیں بھی ملوا دوں گی۔'' و مسکرا کر بولی، چھ ماہ قبل ہی اس کی اپنے فرسٹ کزن سے منگنی ہوئی ہے، ان دنوں اس کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی اس لئے وہ شرکت نہیں کر سکی تھی۔

''ارے اب آ بھی جاؤ۔'' وہ دونوں اس سے آگے بڑھ گئی تھیں، رابعہ نے دھیمے سے آواز لگائی۔

''ہاں بس آ......'' وہ کسی چیز کو دیکھنے کے لئے مڑی تھی یکدم رابعہ کی آواز پر تیزی سے پلٹی، کہ دوسری طرف چیئر کھسکا کر اٹھتے ہوئے شخص سے بری طرح ٹکرائی، اسے گرنے سے بچانے کو بے اختیاری میں وہ اس کی کلائی تھام گیا اور وہ اس کے کندھے سے آ لگی، رسٹورنٹ کھچا کھچ بھرا ہوا تھا لوگوں نے اس منظر کو کافی دلچسپی سے دیکھا اور وہ تو جیسے سدھ بدھ ہی کھو بیٹھی تھی، اس دیو مالائی حسن کے شاہکار کو یک ٹک دیکھنے لگی، چوڑی پیشانی، بڑی بڑی جھیل سی سیاہ گھنیری آنکھیں، کھڑی لمبی مغرور ناک، بھرے بھرے عنابی ہونٹ اور ہونٹوں سے قدرے اوپر ترشی ہوئی سیاہ مونچھیں، سرخ و سفید رنگت، شہد رنگ اور کالے مکس گھنگھریالے بال، اس نے آنکھیں اٹھا کر اس کا جائزہ لیا تھا وہ اس کی بہت زیادہ نزدیک مبہوت سی کھڑی تھی، انجعی نے اس کی کلائی آزاد کی اور چند قدم پیچھے ہوا، اس کا ٹرانس ٹوٹا مگر وہ اب بھی خود کو سنبھال نہیں پائی آنکھوں میں بے اختیاری سی اتر آئی تھی اور وہ ناگواری سے اسے دیکھتا یکدم مڑا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا، نورین نے آ کر اس کا بازو ہلایا۔

''میشے چلو نہ کیا کھڑی رہو گی؟'' وہ غائب دماغی کے عالم سے نکل آئی، ذیشان سے بھی سرسری سا ہائے ہیلو کیا، اس کی کھوئی کھوئی کیفیت شافع لغاری نے محسوس کی اس کا خیال تھا کہ شاید وہ ابھی تک ناراض ہے تبھی اس سے پوچھا۔

''میشے! ناراضگی کافی لمبی نہیں ہو گئی ہے؟''

''میں آپ سے اور ماں جان سے کبھی ناراض نہیں ہو سکتی۔''

''پھر ہم سے ہی بات کیوں نہیں کر

رہیں؟'' اس کو گہری نظروں سے دیکھا

''ماں جان کہتی ہیں کہ میں بڑی ہو گئی ہوں، کالج اسٹوڈنٹ ہوں اس لئے مجھے میچورڈ بی ہیو کرنا چاہیے، ساری بچوں والی حرکتیں ترک کر دینی چاہیے اور آج کل میں یہی کوشش کر رہی ہوں۔'' اس نے نہایت سنجیدگی سے کہا تو اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔

''میچورڈ بی ہیو کرنے میں اور بائیکاٹ کرنے میں، فرق ہوتا ہے۔''

''مجھ سے نہ جھوٹ بولا جاتا ہے اور نہ بن بن کر، اس لئے میں اب زیادہ تر کمرے میں رہنے کی کوشش کرتی ہوں کہ میں یہ نہیں کر سکتی بھا جان کہ کہنا کچھ ہو اور کہوں کچھ، کرنا کچھ ہو اور کروں کچھ۔''

''یہ تم سے کس نے کہا کہ تم جھوٹ بولو، یا ایسا کچھ کرو جو تم نہیں کرنا چاہتیں۔'' اس کا رخ اپنی طرف موڑا۔

''آپ نے بھی اور ماں جان نے بھی، میں پڑھنا نہیں چاہتی مگر آپ دونوں ہی مجھے پڑھانا چاہتے ہیں اور میں شرارت کرنا چاہتی ہوں کھل کر ہنسنا چاہتی ہوں، جھولا جھولنا، گنگنانا چاہتی ہوں، ماں جان اور آپ کو تنگ کرنا، ضدیں کرنا چاہتی ہوں، مگر کبھی آپ تو کبھی ماں ان مجھے روک دیتی ہیں، ہنستی ہوں تو ماں جان کہتی ہیں کہ لڑکیوں کو اتنے زور سے نہیں ہنسنا چاہیے، میں اب کوئی سڑا ہوا بد دماغ سا بزنس مین تھوڑی ہوں جو محض زیر لب مسکرانے پر ہی اکتفا کر کے بیٹھ جاؤں، انسان کے اندر کی خوشی تو کھلکھلاہٹ کے ذریعے ہی باہر آتی ہے۔'' وہ چاہ کر بھی اپنی ہنسی روک نہیں سکا۔

''آپ کو ماں جان کبھی نہیں منع کرتیں اور خود آپ بھی تو یوں بے ساختہ شاذ و نادر ہی ہنستے ہیں اور ماں جان چاہتی ہیں کہ میں بھی آپ کی طرح سنجیدگی و متانت اور ذہانت کا پیکر بن جاؤں، مگر میں مشام لغاری ہوں، شافع لغاری یا کوئی بھی ایکس وائی زیڈ نہ میرے جیسا ہو سکتا ہے اور نہ ہی میں کسی کی طرح بن سکتی ہوں، مگر ماں جان کو یہ نہیں سمجھ آتا، وہ چاہتی ہیں کہ میں آپ کی طرح اعلیٰ تعلیم حاصل کروں، خود ان کی طرح گھریلو کاموں میں طاق ہو جاؤں، مگر نہ مجھ سے پڑھا جاتا ہے اور نہ ہی گھر کے کاموں سے مجھے دلچسپی ہے، میں جسٹ اپنی لائف انجوائے کرنا چاہتی ہوں۔'' وہ ناک چڑھا کر بولتی اسے بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر رہی ہے۔

''تم جو جیسے کرنا چاہتی ہو، تم ویسا ہی کرو کہ تم سے ماں جان نے وہ سب چھوڑنے کو نہیں کہا وہ تمہیں صرف سمجھاتی ہیں تا کہ تم کچھ سمجھدار ہو جاؤ ورنہ تو ہمیں بھی اپنی بولتی شرارتی مینا ہی اچھی لگتی ہے، تمہیں کسی کام سے نہیں روکا جائے گا تم ہمیں تم پر بھروسہ ہے کہ تم کبھی کچھ غلط نہیں کرو گی، رہ گئی بات پڑھائی کی، یہاں میں کمپرومائز نہیں کروں گا کہ شرارتیں ایک عمر اور وقت کے ساتھ خود بہ خود سنجیدگی کے قالب میں ڈھل جاتی ہیں اور تعلیم انسان کے ساری زندگی کام آتی ہے، اس لئے تم اپنے سارے شوق جاری رکھو مگر ہماری ایک بات کو مان لو۔'' اس کو پیار سے دیکھا۔

''لیکن بھا جان میرا انٹرسٹ نہیں ہے پڑھائی میں، میرا اتنی مشکل کتابیں دیکھ کر بی پی ہائی ہونے لگتا ہے، میں آپ کی خاطر کچھ کورسز......''

''تعلیم کا نعم البدل کوئی چیز نہیں ہوتی، تم دل لگا کر نہیں پڑھ سکتیں، بے دلی سے پڑھتی رہو مگر پڑھنا ضروری ہے۔'' وہ اب کے زور دے کر بولا۔



''اور اگر فیل ہو گئی تو آپ نے کلاسز ریپیٹ جو کرواتے رہنا ہے اس کا کیا؟'' اس نے خفگی سے بھائی کو دیکھا۔

''تم اگر مجبور ہو تو میں مجبور ہوں، تم جسٹ کوشش کرو اور میں نے اپنے دوست سے بات کر لی ہے، وہ تمہیں روز رات نو سے گیارہ تک پڑھا دیا کرے گا، اس طرح تم کم از کم پاسنگ مارکس تو لے ہی آؤ گی اور تمہیں کلاس ریپیٹ نہیں کرنا پڑے گی۔'' اس کی آنکھیں حیرت و بے یقینی سے کھل ہی گئیں وہ کچھ بول بھی نہ پائی۔

''انجعی کل سے آئے گا۔''

''واٹ میں نہیں پڑھوں گی۔'' وہ حیرت سے نکل کر چلائی اس نے ناگواری سے اسے دیکھا مگر وہ اب غور کر ہی کب رہی تھی۔

''انجعی نو بجے آئے گا اور وہ وقت کا بے حد پابند......''

''میں نہیں پڑھوں گی، میں پڑھنا نہیں چاہتی اور آپ اتنا ہی مجھے اس طرف گھسیٹ رہے ہیں، صبح کالج شام اکیڈمی، ماں جان الگ پڑھاتی ہیں اور اب رات کو بھی، مجھے پڑھنے کی مشین نہیں بننا۔'' وہ رونے لگی۔

''صرف تین ماہ کی بات ہے اور میں نے انجعی کو بمشکل راضی کیا ہے اور تم نے اس سے سیریس ہو کر پڑھنا ہے، مجھے کسی قسم کی شکایت نہیں ملنی چاہیے اور نو کا مطلب ہے نو کیونکہ انجعی وقت کا بے حد پابند ہے، گھڑی کی سوئیوں سے چلتا ہے اور میشے اس کے سامنے میری انسلٹ نہیں ہونی چاہیے۔'' وہ نہایت سختی سے کہہ کر صوفے سے اٹھا اور اس کو ہونق چھوڑ کر باہر نکل گیا۔

''آ تو جائیں وہ مسٹر انجعی خان دو دن میں نہ بھگا دیا تو میرا بھی نام مشام لغاری عرف میشے نہیں۔'' بھائی نے لائف میں تھرڈ ٹائم اس سے یوں سختی سے بات کی ہے، اول میٹرک کا رزلٹ دیکھ کر دوئم فرسٹ ائیر کے مڈٹرمز کا رزلٹ دیکھ کر اور ایک آج، اس نے آنسو رگڑتے ہوئے چڑ کر سوچا مگر آنسو تھے کہ نکلے ہی جا رہے ہیں، اس نے پلان بنائے اور رفوز کیے مگر کوئی بھی منصوبہ اوکے نہیں ہوا اور پڑھنے کی گھڑیاں نزدیک آ گئیں۔

☆☆☆

''عابدہ، میشے کو فوراً اسٹڈی میں بھیجو، اس کے ٹیوٹر آنے والے ہیں۔'' نو بجنے میں دس منٹ تھے جب شافع نے ملازمہ کے ذریعے اسے بلا بھیجا، اس نے ملازمہ سے آنے کو کہا اور خود باتھ لینے گھس گئی، نو بجنے میں پانچ منٹ تھے جب وہ آ گیا۔

''تھینکس یار! میشے کو تم پڑھاؤ گے تو مجھے امید ہے کہ وہ اچھے نمبروں سے پیپر کلیئر کر لے گی، ورنہ تو مجھے اس کے پاس ہونے کی امید نہیں تھی۔'' اس نے دوست کو تشکر بھری نگاہ سے دیکھا۔

''اب بار بار تھینکس مت کہو کہ میں نے اپنے بزی شیڈول سے صرف تمہاری خاطر وقت نکالا ہے، مگر تم مجھے شرمندہ کرنے کے ساتھ ڈرا بھی رہے ہو، ایسا لگ رہا ہے کہ جان مشکل میں آنے والی ہے۔'' وہ قدرے سنجیدگی سے لیکن صاف گوئی سے بولا۔

''اب ایسی بھی بات نہیں ہے، میشے کو پڑھنے کا شوق نہیں ہے وہ پڑھائی سے بہت بھاگتی ہے، لیکن کافی جینئس ہے، ذرا سی توجہ سے سمجھ۔''

''بات یہی ہے کہ توجہ دیں گی تو میں پڑھا پاؤں گا کیونکہ کند ذہن لوگ بھی توجہ دیں تو اچھے

مارکس لاتے ہیں، جینئس لوگ بس کم توجہ سے بھی کوئی بڑا ٹارگٹ اچیو کر لیتے ہیں، محنت کرنا دونوں کو پڑتی ہے کسی کو کم کسی کو زیادہ۔'' اس نے دھیمے سے کہا اور گھڑی پر نظر ڈالی۔

''تم اپنی سسٹر کو بلا لو اور آج تو میں نے تمہیں وقت دے دیا، لیکن کل سے نو تو گیارہ صرف پڑھائی، ہاں اس کے بعد ہم کوئی گفتگو کر سکتے ہیں۔''

''تو آج بھی بالکل نہیں بدلا۔'' وہ انجعی کو بچپن سے جانتا ہے اس لئے برا منائے بغیر بولا کہ اسے لگا تھا کہ اس میں کچھ تو تبدیلی آگئی ہوگی لیکن اب تو اس کے نظریات اور بھی سخت ہو گئے تھے۔

''تم پانچ منٹ ٹھہرو، میں دیکھتا ہوں میشے کہاں رہ گئی ہے۔'' وہ سرعت سے اٹھا اور ڈرائنگ روم سے نکل آیا۔

''میشے کہاں ہے، انجعی کب سے آیا ہوا ہے۔'' اس نے ماں سے کہا۔

''وہ باتھ لے رہی ہے تھوڑی دیر میں آجاتی ہے۔''

''واٹ؟ وہ اس وقت باتھ لے رہی ہے، رات میں نہانے سے تو اس کی طبیعت خراب ہو جاتی ہے، ماں جان، اس نے یہ سب جان کر کیا ہے مگر آپ اسے اچھی طرح سمجھا دیں کہ وہ کچھ بھی کیوں نہ کر لے، اسے انجعی سے ٹیوشن لینا ہی پڑے گی، آپ جائیے اور اسے بلا کر لائیے، فرسٹ امپریشن ہی غلط پڑھے گا تو وہ آگے کیا امید رکھے گا؟'' اسے بہن پر شدید غصہ آنے لگا۔

''آپ انجعی کے پاس جائیے میں خود اسے بلا کر لاتا ہوں۔'' کچھ سوچتا ہوا وہ بہن کے کمرے میں آگیا اور اسے دیکھ تو وہ بری طرح گڑبڑا گئی کہ اس نے تو سوچا تھا کہ دوست کو کمپنی دینے کی وجہ سے وہ خود نہیں آئے گا، اس نے بڑی سرعت سے تاول بالوں سے کھینچا اس کے بگڑے تیور اسے سہمانے لگے۔

''مجھے تم سے ایسی کوئی امید نہیں تھی۔''

''آئی ایم سو......''

''شٹ اپ، بال ایسے ہی لپیٹو اور دوپٹہ اوڑھ کر میرے ساتھ چلو۔'' اسے ڈپٹ کر کہا اور وہ اس کے کہے پر عمل کرنے کی بجائے رونے لگی، اس کا رونا اس وقت شافع پر کافی گراں گزرا، اسی وقت عابدہ (ملازمہ) آگئی تو اس نے عابدہ کو اس کے بالوں میں کیچر لگانے کی ہدایت کی اور کتابیں لانے کو کہتا آگے بڑھا، بیڈ پر پڑا دوپٹہ اس کی طرف بڑھایا۔

''جیسے روز کالج جاتی ہو، اکیڈی جاتی ہو ٹھیک ویسے ہی انجعی سے بھی پڑھ لو۔'' اس نے دوپٹہ کاندھوں پر ڈال لیا۔

''آپ اس طرح کریں گے نہ تو میں اب بالکل نہیں پڑھوں گی۔'' وہ تیزی سے بولی۔

''شٹ اپ۔'' وہ بے اختیار میں اس پر ہاتھ اٹھا گیا مگر اس کے گال پر پڑنے کی بجائے ہوا میں ہی معلق رہ گیا اور وہ تو سہم کر دور ہوئی تھی، ملازمہ بھی حیران ہوئی تھی کہ وہ لوگ اس سے اونچی آواز میں بات تک نہیں کرتے کجا کہ اس پر ہاتھ اٹھانا۔

''عابدہ، اسے لے کر اسٹڈی میں جاؤ۔'' وہ گڑبڑا کر کہتا اس کے سہمے ہوئے چہرے کو دیکھ باہر نکل گیا وہ بری طرح رونے لگی۔

''میشے بی بی، شافع صاحب آپ کا انتظار کر رہے ہیں دیر کریں گی تو وہ اور غصہ ہوں گے۔'' اس نے پانی پلانا چاہا تھا مگر اس نے عابدہ کا ہاتھ بے دردی سے جھٹک دیا اور اس کے کہنے پر وہ مڑی، کتابیں اٹھائیں اور کمرے سے نکل



آئی۔

''انجعی، یہ میری چھوٹی بہن ہے مشام لغاری اور مشام یہ میرے بیسٹ فرینڈ اور تمہارے ٹیچر محمد انجعی خان۔'' اس نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تک نہیں جبکہ اسے دیکھ کر انجعی کو جھٹکا سا لگا کہ کل وہی تو اس سے ٹکرائی تھی اور اس کی دوستوں سے ہوئی گفتگو بھی اس نے من وعن سنی تھی اور اس کے نادر خیالات جاننے کے بعد اسے پڑھانا، اس کا سرخ چہرہ شافع کو ڈسٹرب کرنے لگا اور اس نے آنسوؤں بھری نگاہ اٹھائی تو رہی سہی کسر بھی پوری ہوگئی کہ وہ تو اپنے بے اختیار سے عمل پر پہلے ہی شرمندہ تھا اس نے بہن سے اتنے سخت لہجے میں بات کی اور ہاتھ تک اٹھا لیا اور وہ یہی سوچ رہا تھا کہ وہ رو رہی ہوگی اور اس کا رویا رویا بھیگا چہرہ اس کو ہرٹ کرنے لگا جبکہ انجعی کی نگاہ لمحہ بھر کو ساکت ہوئی تھی اور شافع نے اس کے شانے پر بازو پھیلائے تو محویت ٹوٹ گئی اور اس کے آنسوؤں میں روانی آگئی اور وہ قدرے ناراضگی سے اسے دیکھ کر سہولت سے اس سے تھوڑا فاصلے پر ہوگئی۔

''یہ تمہاری اسٹوڈنٹ اب تمہارے حوالے، میں چلتا ہوں۔'' وہ دوست کو دیکھ کر مسکراہٹ لبوں پر سجا کر بولا اور ان دونوں کو چھوڑ باہر نکل گیا، انجعی سنگل صوفے پہ بیٹھ گیا اور اسے بھی بیٹھنے کو کہا، وہ جو جاتے ہوئے شافع کو گردن ترچھی کر کے دیکھ رہی تھی چونکی اور بائیں ہاتھ سے آنسو رگڑتی صوفے پر آبیٹھی اور دائیں ہاتھ میں پکڑی کتابیں ٹیبل پر رکھ دیں اسے سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا کہ شروع کرے تو کہاں سے، اوپر سے اس کی آنکھوں سے گرتے آنسو، شدت ضبط سے اس کا خوبصورت چہرہ دہکنے لگا تھا، اس نے خوبصورت لڑکیاں تو ظاہر ہے دیکھی تھی مگر اس طرح اس کے سامنے پہلی لڑکی بیٹھی رو رہی تھی، اس نے ایک سرد سانس خارج کی، یہ سوچ کر کہ ''شافع نے اسے کہاں پھنسا دیا ہے'' اور وقت گزرنے کا احساس کرتے ہوئے اسے مخاطب کیا۔

''مس مشام، میرا خیال ہے کہ ہمیں پڑھائی سے قبل کچھ بات کر لینی چاہیے۔'' اس نے جھکا سر اٹھا کر اسے دیکھا، لمحہ بھر کو تو وہ اس کی سبز جھیل سی آنکھوں سے نگاہ ہٹا ہی نہیں سکا احساس ہوتے ہی نگاہ کا زاویہ بدل لیا مگر اس کی نگاہ اس کے چہرے پر ہی ٹکی ہے۔

''ہم روز صرف دو سبجیکٹ پڑھیں گے، اس لئے آپ فیصلہ کر لیں گے آپ نے آج کیا پڑھنا ہے، کیونکہ آپ جانتی ہوں گی کہ آپ کون سے سبجیکٹ میں ویک ہیں۔'' بات کے اختتام پر اسے دیکھا اس کی نگاہ خود پر جمے دیکھ کافی جز بز ہوا۔

''مس مشام۔'' وہ بری طرح چونک کر شرمندہ ہوگئی اور اس نے اس کی غائب دماغی محسوس کر کے اپنی بات دہرائی تھی۔

''میں سارے ہی مضامین میں ویک ہوں، مڈٹرمز میں اکاؤنٹنگ اور بزنس میتھ میں پاسنگ مارکس لئے ہیں اور انگلش واسلامیات کے علاوہ باقی پیپرز میں فیل ہوں تو اندازہ لگالیں کہ میں کتنا بریلینٹ اسٹوڈنٹ ہوں۔'' اس کے تفصیل سے بتانے پر وہ قدرے حیرت سے اسے دیکھنے لگا شافع جیسے بریلینٹ اسٹوڈنٹ کی بہن یہ بات کہے تو اس کو حیرت تو ہونی تھی۔

''اوکے، ایک ٹیچر کے لئے لائق و نالائق دونوں ہی اسٹوڈنٹ ایک جیسے ہی ہوتے ہیں کہ اس نے دونوں کو ایک ہی تعلیم دینی ہوتی ہے، اس لئے آپ POC نکال لیں۔'' وہ خود کو

سنبھالتا ہوا بولا اس نے "P()" کی بک اور نوٹ بک اوپن کر دیں اور اس نے فرسٹ چیپٹر نکالا، سمجھانا شروع ہی کیا تھا کہ اس نے چھینکنا شروع کر دیا۔

"آئی ایم سو... آ آ چھی۔" اس نے معذرت کرنا چاہی تھی مگر ایسا کر نہیں سکی، اس کو غصہ آنے لگا کہ آج اسے بہت ضروری کہیں جانا تھا، مگر وہ شافع سے کمٹمنٹ کر چکا تھا اس لئے امپورٹنٹ کام چھوڑ کر آیا اور وہ ایک گھنٹے لیٹ آئی اور اب بری طرح چھینکے مارتی اسے سخت اریٹیٹ کر رہی ہے، اس نے ناک رگڑتے ہوئے اسے دیکھا ضبط کے مارے اس کا چہرہ متغیر ہو رہا تھا، مگر ایک اور آنے والی چھینک اس کا جائزہ لینے کی راہ میں رکاوٹ بن گئی، اس سے پہلے کہ اس کی برداشت جواب دیتی اس نے بالوں سے کیچر نکالا اور لپٹے ہوئے بال کھول دیئے، اس نے مشام کی اس حرکت کو پہلے سے زیادہ ناگواری سے دیکھا اس نے لان کا پرنٹڈ دوپٹہ جو شانوں پر پھیلایا ہوا تھا سر پر ڈال لیا۔

"آئی ایم سوری، رات میں نہانے اور گیلے بال تو کبھی بھی باندھ لینے پر مجھے زکام ہو جاتا ہے، ایگین سوری۔" اس نے شرمندگی سے بتایا اور وہ خود کو کمپوزڈ کرتا اسے پڑھانے لگا۔

"اوکے مس مشام کل نو بجے ملاقات ہو گی اور پلیز آپ ٹائم کا خیال رکھیے گا۔" اسے کتابیں بند کرنے کا کہہ کر رسمی سا کہا اور گیارہ بجاتی گھڑی کو دیکھ کر کھڑا ہو گیا اور اس کے کچھ کہنے سے قبل ہی اسٹڈی کا کھلا دروازہ عبور کر گیا۔

"تمہیں میشے نے زیادہ تنگ......"

"فی الحال کچھ بھی کہنا قبل از وقت ہو گا اور اب تمہاری سسٹر میری اسٹوڈنٹ ہے اور میری کوشش تو یہی ہو گی کہ میری اسٹوڈنٹ اچھے نمبروں سے پاس ہو، مگر ایک بات ابھی سے بتا دوں کہ مس مشام بالکل بھی انٹرسٹ نہیں لے رہی تھیں یوں فیل ہو رہا تھا کہ جیسے میں انہیں نہیں کسی اور کو پڑھا رہا ہوں، یا خود سے بات کر رہا ہوں۔" اس نے پہلے ہی موقع پر صاف کہہ دیا۔

"ہاں، یہی تو کرتی ہے وہ، ماں جان اور میں نے خود اسے پڑھانے کی کوشش کی مگر اس کی غائب دماغی عروج پر ہی رہی اوپر سے کچھ کہو تو رونے بیٹھ جاتی ہے، تمہارے سامنے بھی روتی ہی رہی ہو گی کہ آج تو اسے دیر کرنے پر ڈانٹ بھی پڑی تھی۔" وہ دوست سے بات کرتا ہوا گیراج تک آ گیا۔

"میں تو اس کا رونا برداشت نہیں کر پاتا اس لئے نرم پڑ ہی جاتا ہوں بٹ تم نے اسے ذرا سختی سے پڑھانا ہے، ذرا بھی نرمی دکھاؤ گے تو وہ پھر ہاتھ نہیں آئے گی، اموشنلی بلیک میل کرنے میں میشے کو ملکہ حاصل ہے۔" اس نے ہلکے سے قہقہہ لگایا اور وہ صرف اس کے خیال سے مسکرا دیا اور اس سے ہاتھ ملاتا گاڑی میں بیٹھ گیا اور مشام تھکا تھکا سا اندر آ گیا کہ ابھی تو اسے کھانا کھلانے پر بھی محنت کرنی ہے، اس نے شافع کی نہیں ماں کی بات مان کر کھانا تو کھا لیا مگر عادت کے خلاف کرنے اور مستقل رونے کی وجہ سے اسے صبح تک تیز بخار اور شدید قسم کے فلو نے آ لیا کہ وہ دونوں ہی پریشان ہو گئے اور ایک ہفتہ بعد جب وہ مکمل صحت یاب ہوئی تو اتبجی دوبارہ چلا آیا اور بھائی کے ساتھ ماں کی بھی سختی کا نتیجہ تھا کہ وہ آج پورے نو بجے اسٹڈی میں موجود تھی اور وہ راحیلہ لغاری کو سلام اور دوست سے مصافحہ کرتا اسٹڈی میں آ گیا، وہ اس کو دیکھ کر کھڑی ہو گئی اور سلام کیا، بلیک کاٹن کے سوٹ میں ڈھلے ہوئے چہرے کے ساتھ وہ اس شب سے کافی مختلف لگی



اور اس نے اسے بیٹھنے کو کہا اور خود بھی بیٹھ گیا اور پڑھانے لگا۔

"میں نے ابھی جو کچھ آپ کو سمجھایا اسے ری پیٹ کریں۔" قلم رکھ کر وہ صوفے سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا اور وہ گڑبڑا کر انگلیاں مڑوڑنے لگی۔

"دیکھیے، مس مشام میں بہت بزی بندہ ہوں، آپ کو صرف شافع کی وجہ سے پڑھانے آ رہا ہوں جس کی وجہ سے میرا شیڈول بہت ڈسٹرب ہو جاتا ہے اور اس پر آپ کی بے توجہی، مجھے سخت اریٹیٹ کر رہی ہے، آپ کو پڑھنا ہے تو کہیے، ورنہ میں چلا جاتا ہوں۔" اس کے تیکھے لہجے پر اس کا روشن چہرہ تاریک ہونے لگا، آنسو گرنے لگے اور اس کی برداشت بھی بھک سے اڑ گئی اور وہ جانے کو اٹھ گیا اس سے پہلے وہ وہاں سے نکلتا کہ وہ حواسوں میں لوٹتی اسے آواز دے گئی۔

"سر! آپ پلیز اس طرح جائیں گے تو بھا جان، مجھ پر غصہ ہوں گے۔" پلٹ کر اسے دیکھا وہ بے حد شرمندہ و ڈری ہوئی سی لگی وہ واپس اپنی جگہ پر آ بیٹھا اور سینٹرل ٹیبل سے جگ اٹھا کر گلاس میں پانی ڈال کر اس کے سامنے رکھا اور وہ خاموشی سے اٹھا کر پینے لگی، اس کے گلاس واپس رکھتے ہی اس نے سلسلہ دوبارہ جوڑ دیا۔

وہ جانتا تھا کہ وہ مارے باندھے بیٹھی ہے اور اس نے جو کچھ پڑھایا، سمجھایا اسے سنا ضرور سمجھا کچھ نہیں اس کے باوجود بھی وہ اسے یہ کہہ گیا کہ "مشام کل جب میں آؤں گا آپ آج کا لیسن ریپیٹ کریں گی اور ہم اس کے بعد آگے بڑھیں گے اور آج کے لئے بس اتنا ہی کافی ہے۔" وہ ڈیڑھ گھنٹے بعد ہی صرف اس کے خیال سے جانے کو اٹھ گیا اور وہ اسے جاتے جاتے دیکھتی رہی اور اس کے غائب ہوتے ہی اس نے سکون کا سانس خارج کیا۔

☆☆☆

"اشجی، کیسا پڑھا رہا ہے؟" راحیلہ اس کے بالوں میں تیل ڈالتے ہوئے پوچھنے لگی۔

"مجھے نہیں پتہ، مجھے کچھ سمجھ نہیں آتا، مجھے تو سر سے شرمندگی ہوتی ہے، وہ مجھے پڑھاتے رہتے ہیں اور مجھ سے کوئی سوال کر لیں تو مجھے اس کا جواب نہیں آتا اور ان کی نظریں مجھے شرمندہ کر دیتی ہیں، آپ بھا جان سے کہیں وہ انہیں آنے سے منع کر دیں، میں خود ہی پڑھ لوں گی۔" وہ بیٹی کے لہجے میں بھی شرمندگی صاف محسوس کر رہی ہیں۔

"جب استاد کی موجودگی میں نہیں پڑھ پا رہیں تو خود سے کیسے پڑھ پاؤ گی؟ اب تو ویسے ہی پیپرز میں بھی دو ماہ ہی رہ گئے ہیں۔" اس نے گردن ترچھی کر کے ماں کو دیکھا، وہ کتنی افسردہ لگیں۔

"بلیوی ماں جان، میں جان کر نہیں کرتی، کتابوں سے ہی مجھے وحشت سی ہوتی ہے۔" اس نے ماں کے ہاتھ تھامے۔

"تم دل سے کرنا چاہو گی تو بہتری آئے گی نہ، کیونکہ جو لوگ پڑھتے ہیں وہ تمہارے جیسے ہی ہوتے ہیں، کوئی الگ دنیا کے باسی تو نہیں ہوتے۔" اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی کہ ملازمہ چلی آئی۔

"بیگم صاحب! میشے بی بی کے ٹیچر کا فون تھا آج وہ چار بجے تک آئیں گے۔" سنڈے کو اگر وہ فارغ ہوتا تو وہ آ جاتا ہاں آنے سے تقریباً ایک گھنٹہ قبل اطلاع دے دیتا تھا اب تو ویسے بھی تین دن نہیں آنا تھا کہ اس کو کانفرنس کے سلسلے میں اسلام آباد جانا تھا ورنہ سنڈے کو وہ بہت کم ہی

آتا ہے اور آج بھی یہ وقت کافی مشکل سے نکالا ہے وہ بھی آنے والے دنوں چھٹی کرنے کے خیال سے۔

''آپ فون کر کے منع کر دیں، آج تو میرا بالکل موڈ نہیں ہے، ایک دن چھٹی کا ملتا تھا اس میں بھی وہ آجاتے ہیں اور آج تو رابعہ کی برتھ ڈے بھی ہے مجھے وہاں بھی تو جانا ہے۔'' اس کے بال باندھتے ہوئے انہوں نے اس کی بات پر افسوس سے سر جھکا۔

''ابھی چھ بجے تک چلا جائے گا، پھر تم رابعہ کی طرف چلی جانا۔'' چٹیا باندھ کر پونی اس کے بالوں میں لگائی۔

''رابعہ کے ہاں مجھے پانچ بجے تک جانا ہے، رابی کیونکہ اپنی فیملی کے ساتھ P-C میں ڈنر کے لئے جانے والی ہے اور مجھے ساتھ جانے کو بھا جان نے منع کر دیا ہے اور یہ آرڈر بھی انہوں نے ہی جاری کیا ہے کہ میں رابی کو چھ بجے سے پہلے وش کر کے آجاؤں۔'' شافع لغاری کی طرف سے اس کو اِدھر اُدھر اور دوستوں کے گھر جانے کی اجازت نہیں تھی اس کی بہن اس کی ذمہ داری تھی اور وہ اس کی حفاظت کے لئے ہر وہ اقدام کرتا ہے جو بہتر سمجھتا ہے، اس نے انجی کو اس کا ٹیوٹر بہت سوچ سمجھ کر منتخب کیا ہے کہ وہ دوست کے اعلیٰ کردار کا خود معترف ہے، اس کی بات پر وہ کچھ دیر کے لئے خاموش رہ گئیں۔

''اب فون کر کے منع کرنا اچھا نہیں لگے گا، اس لئے ایسا کرو کہ تم رابعہ کے ہاں ابھی چلی جاؤ۔'' انہوں نے سیدھا سا حل نکالا جسے اس نے فوراً ہی ریفوز کر دیا۔

''ابھی تو آپ نے تیل ڈالا ہے ایسے تو جا نہیں سکتی اور جتنی دیر میں شاور لے کر تیار ہوں گی وہ مسٹر ٹائم چلے آئیں گے۔'' وہ کھڑے ہوتے ہوئے منہ بنا کر بولی تو انہوں نے مسٹر ٹائم کہنے پر اسے ڈپٹا اور استاد کے حقوق و فرائض پر لمبا لیکچر دینے ہی لگیں تھی کہ وہ جھپاک سے کمرے سے نکل گئی۔

''میرے سر آنے والے ہوں گے، میں جا کر شاور لے ہی لیتی ہوں۔'' وہ اس کی چالاکی پر مسکرا دیں، اس نے شاور لیا اور رابعہ کے گھر جانے کے خیال سے ڈھنگ کا سوٹ پہن لیا، بال سلجھا ہی رہی تھی کہ عابدہ سر کے آجانے کا پیغام لے کر آگئی۔

''تم سر کو لاؤنج میں بٹھا دو کہ اسٹڈی کا اے سی خراب ہو گیا ہے اور آج تو ضرورت سے زیادہ گرمی ہے۔'' وہ سر ہلاتی باہر نکل گئی، اس نے گیلے بال یونہی پشت پر کھلے چھوڑے اور شفون کا دوپٹہ اوڑھ کر باہر نکل آئی لمحہ بھر کو انجی کی نگاہ ٹھٹک گئی کہ وہ مرجنڈا کلر کے اسٹائلش سوٹ میں کافی دلکش اور روز کے حساب سے ڈیفرنٹ بھی لگ رہی ہے کہ وہ اکثر بھاگم بھاگ اسٹڈی تک پہنچتی ہے اور دوپٹہ گھر میں لینے کی عادت نہ لینے کے برابر ہے اس لئے وہ زیادہ تر ٹراؤزر اور ڈھیلی ڈھالی شرٹ میں، شرٹ سے بالکل الگ رنگ کا دوپٹہ لئے ہوتی ہے اور اتنے دنوں میں فرسٹ ٹائم اسے شلوار قمیض اور ہم رنگ دوپٹہ میں دیکھا ہے اور اس کی خوبصورتی تو جیسے آنکھوں کو خیرہ کیے جا رہی تھی اور شفون کے دوپٹہ میں سے جھانکتے اخروٹی رنگ کے بال، بلاشبہ اس کے بال بہت لمبے اور خوبصورت سٹائلش تھے اتنے دنوں میں اس نے پہلی بار اس کا جائزہ لیا تھا اور وہ کنفیوژ ہو گئی تھی اسے جیسے ہی اپنی غلطی کا احساس ہوا، نظر کا زاویہ بدلتا صوفے پر ٹک گیا۔

''میرا خیال ہے کہ آج ہمیں کچھ نیا پڑھنے کی بجائے پرانا ریوائس کر لینا چاہیے، سرپرائز

ٹیسٹ ہو جائے؟'' وہ خود کو کمپوزڈ کر چکا تھا اپنے مخصوص انداز میں کہتا اس کی جان ہی نکال گیا اس کے چہرے پر سرعت سے پھیلتے خوف کو اس نے صاف دیکھا۔

''نوٹ بک مجھے دیں، میں کوئیچین لکھ دیتا ہوں۔''

''سر پلیز میں آپ کو کل ٹیسٹ دوں؟'' ڈرتے ڈرتے کہا۔

''کل اور آج میں کیا فرق ہے؟'' جرح کی گئی۔

''وہ سر! میری پریپریشن نہیں ہے اور آج میری فرینڈ کی برتھ ڈے بھی ہے تو مجھے اسے وش کرنے جانا ہے، آئی پرامس میں کل ٹیسٹ دے دوں گی۔'' اس نے جیسے منت کی تھی۔

''اوکے، بٹ کل نہیں کہ میں اب تین دن تک تو کم از کم نہیں آؤں گا اور اتنے دن آپ کو تیاری کے بھی مل جائیں گے لیکن ایک بات ہے کہ آپ نے ٹیسٹ اچھا نہیں دیا تو میں کوئی رعایت نہیں دوں گا، یہ یاد رکھیے گا اور تیاری ضرور کر لیجئے گا ابھی فی الحال جو پڑھنا ہے وہ نکال لیں۔'' وہ اس کے لئے اب تک ایک سخت گیر استاد ہی ثابت ہو رہا ہے کہ اس کے بے توجہی محسوس کر کے ڈپٹ دیتا ہے، یہ اور بات ہے کہ ہر تیسرے لمحے اس کی بے توجہی عروج پر ہوتی ہے شافع کا خیال نہ ہوتا تو وہ کب کا اسے بائے بائے کر چکا ہوتا۔

''آج اردو پڑھیں۔'' وہ اتنے جوش سے بولی کہ اس نے بھی یہ سوچ کر حامی بھر لی کہ اسے شاید اردو میں انٹرسٹ ہو، لیکن اس خیال پر چند لمحوں میں ہی پانی پھر گیا کہ اتنے برے اور نا سمجھ آنے والے امپریشن اس نے پچھلے دو ہفتوں میں نہیں دیئے تھے جتنے آج دے رہی ہے۔

''آپ کو اردو بھی سمجھ نہیں آتی؟ مادری زبان بھی جبکہ اردو ہی ہے۔'' غصہ سے اسے دیکھا۔

''اردو تو مجھے POC بھی زیادہ بری لگتی ہے۔'' وہ منمنائی۔

''شٹ اپ آپ کو POC اور ایکو ہی نہیں سارے ہی مضامین سے ایک خاص قسم کی چڑ ہے۔'' وہ بری طرح کھولتا درشتگی سے کہہ گیا تو اس کے آنسو گرنے لگے۔

''اسٹاپ مشام، آپ کوئی فرسٹ کلاس کی اسٹوڈنٹ نہیں ہیں، جو یوں رونے بیٹھ جاتی ہیں اور میں نے آپ کو جو بھی سمجھایا آپ کے جتنا سمجھ میں آیا اسے ری پیٹ کریں۔'' اس کے رونے میں اضافہ ہونے لگا تو وہ بری طرح چڑ گیا۔

''آپ میرے کوئیچن کا آنسر دے رہی ہیں یا میں جاؤں؟'' اس نے اسے دیکھا اس کے چہرے کے تاثرات نہایت سرد و نا سمجھ آنے والے تھے، اس نے جلدی سے آنسو پونچھ ڈالے یہ اور بات ہے کہ آنسو مستقل ہی گر رہے تھے۔

''پہلے شعر پڑھیں اور اس کے بعد تشریح کریں۔''

''بول کر بتا نہیں سکتیں تو لکھ کر دے دیں، ہری اپ۔'' اسے لگا کہ وہ رونے کی وجہ سے بول نہ پائے گی تو اس لئے دوسرا آپشن رکھا۔

''میں پانی...... پانی پی آؤں؟'' وہ اس کے سامنے رونا نہیں چاہ رہی تھی اس لئے وہاں سے بھاگنا چاہا اور اس کے ہاں کہنے پر وہ اٹھی اور ڈرائینگ روم سے نکل کر لاؤنج میں آ گئی، ٹی وی دیکھتا شافع بری طرح چونکا اور ریموٹ صوفے پہ ڈالتا اس تک آیا۔

''میشے، کیا ہوا ہے چندا؟'' اس کی نگاہ کھوجتی ہوئی اور لہجہ تشویش سے پر تھا۔



''وہ بھا جان، سر...... سر نے مجھے ڈانٹا ہے، میں اب ان سے نہیں پڑھوں گی وہ مجھے ذرا سی بے توجہی پر بری طرح ڈانٹتے ہیں۔'' اس کی آواز اتنی تیز ضرور تھی کہ ڈرائینگ روم میں بیٹھے انجبی تک بھی بہ خوبی پہنچ گئی اور وہ صوفے سے اٹھ گیا۔

''میشے تمہیں ذرا سی بے توجہی جو لگتی ہے میں جانتا ہوں وہ ذرا سی نہیں ہوتی، اب تک جتنی بھی ٹیچرز تمہیں پڑھانے آئیں تیسرے ہی دن بھاگ کھڑی ہوئیں اور انجبی صرف میری دوستی کے خیال سے ٹکا ہے اس لئے بچوں جیسی حرکتیں کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔'' پانی پلا کر اس کے آنسو پونچھے۔

''آپ تو مجھے بھائی لگتے ہی نہیں ہیں، بھائی کیا ایسے ہوتے ہیں ہر وقت ڈانٹنے والے اور آپ نے دوست کو بھی خود ہی ہدایت کی ہو گی کہ وہ مجھے ڈانٹتے ہی رہیں اسی لئے وہ سمجھانے کے ساتھ ساتھ ڈانٹ ڈپٹ بھی کرتے رہتے ہیں، میں آپ کی اور آپ کے دوست کی ماں جان سے شکایت لگاؤں گی۔'' وہ آخر میں دھمکیوں پر اتر آئی۔

''اچھا بابا کر لینا ابھی تو اندر جاؤ، تمہارے سر انتظار کر رہے ہوں گے۔'' وہ اس کے معصوم انداز پر نرمی سے بولا۔

''ایسا کرو منہ دھو کر جانا، سمجھ تمہیں پہلے ہی نہیں آتا اب تو دماغ ٹھکانے پر بھی نہیں رہا ہو گا۔'' اس کی سرخ ناک اور گلابی آنکھیں دیکھ کر شرارت سے کہا۔

''میرے بدلے آپ جا کر منہ دھو لیں اور اب مجھ سے بالکل بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے، آپ سے میں بالکل بات نہیں کروں گی اب۔'' وہ آنسو رگڑتی اس کی خفگی سے دیکھتی آنچل کے پلو سے چہرہ صاف کرتی چند قدم کا فاصلہ عبور کرتی ڈرائنگ روم میں داخل ہو گئی۔

''نہ جانے اس لڑکی کو کب عقل آئے گی؟'' چینل بدلتے ہوئے شافع نے سوچا کہ وہ تو اس کو یوں روتے دیکھ کر حقیقتاً پریشان ہو گیا تھا، وہ اسے دیکھ کر صوفے پر بیٹھ گیا اور کتاب اس کی طرف بڑھائی۔

''پلیز سبق سنائیں۔'' اس نے ادھ کھلے لب بھینچ لئے اس سے پہلے کے وہ شعر پڑھتی کہ اس نے ہاتھ کے اشارے سے اسے رکنے کو کہا اور سیل فون کان سے لگا لیا۔

''سلام بابا جان!'' دوسری جانب سے نہ جانے کیا کہا گیا کہ وہ کھڑا ہو گیا۔

''آپ فکر نہ کریں بابا خان، میں کچھ دیر میں ہی نکلتا ہوں، انشا اللہ چار سے پانچ گھنٹوں میں آپ سے ملتا ہوں، وسلام۔'' اس نے نہایت ادب سے کہا اور لائن کاٹی۔

''مجھے ارجنٹ لی گاؤں کے لئے نکلنا ہے، اس لئے اجازت۔'' اس نے مڑ کر حیران پریشان ہونق بنی، مشام کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''سر! سب ٹھیک تو ہے؟ آپ مجھے کچھ پریشان......''

''انشا اللہ تین سے چار دن بعد آؤں گا اور آپ ٹیسٹ کی تیاری رکھیے گا بائے۔'' جھک کر گاڑی کی چابی ٹیبل سے اٹھائی اور مضبوط قدم اٹھاتا لاؤنج تک آیا۔

''بابا خان کا فون تھا، گاؤں میں کوئی مسئلہ ہو گیا ہے اس لئے مجھے فوراً وہاں کے لئے نکلنے کو کہا ہے، میں چار دن تک نہ آ پاؤں گا کہ یہ گاؤں نہ جانا ہوتا تو بھی مجھے کانفرنس کے سلسلے میں تو جانا ہی تھا۔'' اس نے شافع سے مصافحہ کیا اور چند ضروری باتیں کرتا وہ عجلت میں باہر نکل گیا۔

اشجعی کا تعلق ڈیرہ غازی خان سے تھا، دو بہنوں سے چھوٹا تھا، دونوں بہنیں میرڈ تھیں، اس سے چھوٹا ایک بھائی تھا، اشجعی کے والد شجاع خان نے دو شادیاں کی تھیں، دوسری بیوی سے دو جڑواں بیٹیاں تھیں، دونوں اشجعی سے چھوٹی تھیں اشجعی کی والدہ حیات تھیں، جبکہ سوتیلی والدہ آٹھ سال پہلے ہی فوت ہوئی تھیں، رمزیٰ، عنزیٰ سیکنڈ ائیر کی طالبات ہیں، جڑواں ہونے کی وجہ سے دونوں کے خیالات پسند و ناپسند بھی بہت ملتی ہے دونوں کو ہی ڈاکٹر بننے کا جنون کی حد تک شوق ہے۔

☆☆☆

''بابا خان، جذبات و غیرت میں آ کر کوئی غلط فیصلہ نہ لیں، میں رمزیٰ کو جانتا ہوں وہ ایسا کچھ کر ہی نہیں سکتی۔'' ساری تفصیل سن کر وہ یقین سے بولا کہ فون پر انہوں نے کچھ نہ بتا کر صرف آنے کا حکم جاری کیا تھا۔

''لالہ خان، اتنے یقین سے کچھ مت کہیں کہ سارے ثبوت رمزیٰ کے خلاف جاتے ہیں۔'' ابزیٰ خان درشتگی سے مگر ادب ملحوظ رکھ کر بولا۔

''میں ثبوت دیکھنا چاہوں گا اور رمزیٰ سے بھی بات کرتا ہوں، خدانخواستہ اس بات میں ذرا بھی سچائی ہوئی تو بابا خان، صرف رمزیٰ کو ہی نہیں سزا آپ مجھے بھی دیجئے گا کہ شہر جا کر پڑھنے کی اس کی حمایت میں نے کی تھی اور اپنی ذمہ داری پر اسے لے گیا تھا، اگر اس سے کوئی چوک ہوئی ہے تو سزا مجھے بھی ملنی چاہیے کہ میں اپنی ذمہ داری نہیں اٹھا سکا، تم ثبوت لے آؤ تب تک میں رمزیٰ سے بات کر کے آتا ہوں۔'' وہ کہہ کر اٹھ گیا اب اس کا رخ رمزیٰ عنزیٰ کے مشترکہ کمرے کی طرف ہے، بابا خان کے کہنے پر وہ دونوں کو ساتھ ہی لے کر آیا تھا، اس نے دروازے پر دستک دی کچھ دیر بعد ہی عنزیٰ سرخ متورم چہرے کے ساتھ نمودار ہوئی اور رمزیٰ جو تکیے میں منہ دیئے رو رہی تھی، سیدھی ہوئی اور اس کو دیکھ کر اٹھی اور آ کر اس سے لپٹ گئی۔

''لالہ خان! میرا یقین کریں، میں نے کچھ نہیں کیا ہے، ماں خان کی قسم۔'' وہ بری طرح روتے ہوئے کہہ رہی تھی، اشجعی کے اشارے پر عنزیٰ نے اسے پانی پلایا۔

''چپ کر جاؤ رمزیٰ اور سکون سے مجھے پوری بات بتاؤ۔'' اس کو مستقل روتے دیکھ کر اس نے ڈپٹا۔

''لالہ خان! آپ کہیں تو میں بتاؤں۔'' عنزیٰ بولی اس کی اثبات میں ہلتی گردن دیکھ کر وہ بتانے لگی۔

''واثق، ہم سے دو سال سینئر ہے، وہ کافی عرصے سے رمزیٰ کو تنگ کر رہا تھا کہ وہ رمزیٰ سے دوستی کرنا چاہتا ہے، میں نے رمزیٰ سے کہا بھی تھا کہ ہمیں بابا خان کو نہیں تو کم از کم آپ کو تو اس کے بارے میں بتا دینا چاہیے مگر یہ مانی نہیں اور ہماری خاموشی سے وہ شیر بنتا گیا، کہ اس نے بھری کلاس میں رمزیٰ کی تعریف کی ہم کلاس سے نکلنے لگے تو اس نے رمزیٰ کا ہاتھ پکڑ لیا اور رمزیٰ نے غصہ میں اس کو تھپڑ مار دیا اور لالہ خان، اس نے اسی وقت دھمکی دی تھی کہ وہ رمزیٰ کو اس حرکت کے لئے معاف نہیں کرے گا اور اپنی توہین کا سود سمیت بدلہ لے گا، ایک ہفتہ، آپ میرا یقین کریں کہ واثق سے رمزیٰ کا کوئی افیئر نہیں ہے۔'' اس نے ڈرتے ڈرتے بھائی کو دیکھا، اس کا چہرہ ضبط کی شدت سے لہو رنگ ہو رہا ہے۔

''تم دونوں نے مجھے پہلے یہ سب بتایا ہوتا نہ تو اتنی پرابلم ہی نہ ہوتی، لے کر ہر بات چاہے



چھپانے والی ہو یا نہیں، چھپا کے بیٹھ جاتی ہو، تم سوچ بھی نہیں سکتیں کہ وہ لڑکا کتنا برا ہے، اس کی بیک کتنی مضبوط ہے، اس کے فادر اسمگلنگ کا کاروبار کرتے ہیں، وہ کون سا غیر قانونی و ناجائز کام ہے جو ان کے باپ دادا نے نہیں کیا، اگر مجھے اس کا نام اور تصویر نہیں چونکاتی تو اس نے جس طرح کی حرکت کی ہے باقی سب کی طرح میں نے بھی یقین کر کے بیٹھ جانا تھا۔'' اس نے بہنوں کو گھورتے ہوئے کہا اور روم سے نکل آیا تا کہ باقی ثبوت بھی دیکھ سکے، کیونکہ اس نے تو بس چند نازیبا تصاویر ہی دیکھی تھیں اور واثق نعمانی کا نام اور اس کی تصویر اسے چونکا گئی تو اس نے ثبوت دیکھنے سے قبل رمزیٰ سے بات کرنا مناسب سمجھا، چند نازیبا تصاویر، چند خطوط جس میں جینے مرنے کی قسمیں کھائی گئی تھیں اور ریکارڈ گفتگو اور اسی نے سب سے زیادہ مسئلہ کھڑا کیا کہ تصاویر کہیں جا سکتی ہیں کہ ایسی بنائی گئی ہیں، خط بھی رائٹنگ کاپی کر کے لکھے جا سکتے ہیں لیکن آواز تو وہ رمزیٰ ہی کی ہے لمحہ بھر کو تو وہ بھی بری طرح شک کا شکار ہوا اور اس نے بار بار وہ گفتگو ریوائنڈ کر کے سنی، اسے بعد میں چیک بھی کروایا لیکن یہ ثابت ہو ہی نہیں سکا کہ یہ آواز رمزیٰ کی نہیں ہے۔

''رمزیٰ بات تم پر شک کی نہیں ہے، بھروسہ نہ ہوتا تو تم سے نہ پہلے بات کرتا اور نہ اب، اس لئے رونے دھونے کی بجائے اب یہ ریکارڈ گفتگو سنو اور یاد کرو کہ یہ بات کب اور کس سے تم نے کی تھی۔'' اس نے رمزیٰ کا ہاتھ تھام کر دلاسہ دیتے ہوئے اس کی ہمت بندھائی، دو دن میں ہی وہ صدیوں کی بیمار لگنے لگی ہے، اس نے ریکارڈ آن کر دیا۔

''میں اپنے گھر والوں کے خلاف نہیں جا سکتی، سمجھنے کی کوشش کرو۔'' یہ رمزیٰ کی آواز تھی۔

''یہ کہہ دو نہ کہ مجھ سے محبت ہی نہیں ہے، لیکن تم نہیں آؤ گی نہ تو میں اپنی برتھ ڈے سیلیبریٹ نہیں کروں گا، سمجھتی کیوں نہیں ہو کہ میری برتھ ڈے پارٹی میں آ جاؤ گی تو میں تمہیں اپنے پیرنٹس سے ملوا دوں گا، میرے پیرنٹس سے ملو گی تب ہی تو وہ رشتہ لائیں گے اور گھر والوں کے خلاف جانے کی بھی تم نے ٹھیک کہی کون سا کورٹ میرج کرنے لے جا رہا ہوں۔'' نہایت تپی تپی یہ مردانہ آواز تھی۔

''بات کچھ بھی ہو مگر بابا خان کی طرف سے مجھے اجازت نہیں ہے، تمہیں ہرٹ نہیں کر سکتی مگر بہت مجبور ہوں کہ لالہ خان کو بھی پتہ چلا تو وہ منع کر دیں گے اور ان سے چھپ کر تو نہیں آ سکتی۔'' اب کے رمزیٰ کے لہجے میں دبا دبا غصہ و جھنجھلاہٹ تھی۔

''محبت چھپ کر کر سکتی ہو، ملنے نہیں آ سکتیں، مجھے بھی اب تمہاری پرواہ نہیں ہے، برتھ ڈے پارٹی میں آؤ گی تب ہی آئندہ مجھ سے بات کرنا۔'' دوسری جانب بھی غصہ عروج پر تھا۔

''اتنی سی بات کا اشو مت بناؤ، میں نہیں آ سکتی تو نہیں آ سکتی۔''

''میری بھی ضد ہے کہ تم آؤ گی اور نہیں تو اب میں خود تمہارے سارے لو لیٹرز تمہارے بابا خان تک پہنچاؤں گا، گڈ بائے۔'' فون کھٹاک سے بند کرنے کی آواز کے ساتھ ہی گفتگو کا سلسلہ منقطع ہو گیا، اس نے ساکت بیٹھی رمزیٰ کو دیکھا جہاں خوف نہیں بے یقینی تھی، سوچ کی لکیریں الجھی تھی، آنسو قطرہ قطرہ گرنے لگے۔

''لالہ خان! بلیو می میں نے کبھی کسی لڑکے سے بات نہیں کی۔'' اب کے خوف کے سائے اس کے زرد چہرے پر بکھرنے لگے۔

''آئی نو، تمہیں صرف یہ یاد کرنا ہے کہ یہ بات تم نے کی کس سے تھی کیونکہ مجھے لگتا ہے کہ دو لوگوں کی گفتگو کو تیسرے شخص کی گفتگو سے جوڑ کر یہ ریکارڈ کیا گیا ہے۔'' وہ سوچنے لگی کہ یکدم ہی ذہن میں جھماکا سا ہوا۔

''لالہ خان! میری دوست ہے عروبہ، اس نے مجھے اپنی برتھ ڈے پارٹی میں انوائیٹ کیا تھا تو میں نے اس سے معذرت کر لی تھی اور اس نے مجھے فون پر انوائیٹ کیا تھا کیونکہ میں ان دنوں یونیورسٹی نہیں جا رہی تھی۔'' اس نے جلدی جلدی بتایا۔

''تم پریشان نہ ہوں میں اس مسئلہ کو ہینڈل کر لوں گا۔'' اجمی نے بہن کے سر پر ہاتھ رکھا۔

''تھینکس، آپ نہ ہوتے تو میں تو مر ہی جاتی، بلیو می اسے میں نہیں جانتی اور ماں خان کا ذلت آمیز رویہ، بابا خان اور چھوٹے لالہ خان کی ہتک آمیز نگاہیں۔''

''سب ٹھیک ہو جائے گا، جب میں اس شخص کی اصلیت سب کے سامنے لاؤں گا۔'' نرمی سے بولا اور کمرے سے نکل آیا اور پھر اس کی کوششیں ہی تھیں کہ وہ اس شخص کا اصل روپ سامنے لا کر بہن کا وقار بحال کر چکا تھا، مگر اس سب قصے میں اس کی اہم کانفرنس نکل گئی تھی، افسوس تھا مگر رمزی کا خیال اس کی عزت کا سوچ کر افسوس زائل ہو گیا تھا۔

☆☆☆

تمہیں کیسے بتا دوں
تم میری منزل ہو
میری منزل ہو
جسے ڈھونڈا ہے نظروں

وہ جھولا جھولتے ہوئے مگن سے انداز میں گنگنا رہی تھی، اجمی خان کو دیکھ کر گنگناہٹ رک گئی اور اس نے چین زور سے تھام کر پاؤں زمین پر ٹکائے جھولا روکا اور اتری، اجمی خان کی نگاہ میں بے اختیاری سی سما گئی، یلو کلر کی ڈھیلی سی شرٹ، بلیک پینٹ پنڈلیوں تک موڑی ہوئی تھی، دوپٹہ ندارد خوبصورت بالوں کی پونی ٹیل بائیں کاندھے پر پڑی اور چند لٹیں ہوا سے اٹھکیلیاں کر رہی ہیں، گلابی چہرہ، سبز غلافی آنکھیں، سرخی مائل ترشے ہوئے پنکھڑی سے لب، چھوٹی سی ناک، بھرے بھرے مژگان، نازک سا سراپا، وہ دلکش تو ہمیشہ سے تھی، ایک دفعہ قبل بھی اس کی نگاہ ٹھٹکی تھی اور آج تو دل کی بھی عجب لے تھی اور اس کی خود پر جمی نگاہیں اسے کنفیوژ کرنے لگیں اس نے دوپٹہ کے لئے نگاہ دوڑائی مگر ہوتا تو وہ دکھائی دیتا، اس نے جھٹ سلام جھاڑ دیا اور اس کی محویت ٹوٹی اور اب کے اس نے غور کیا وہ کافی گھبرائی ہوئی سی لگی اس نے ایک سرد سانس خارج کی اور اس کے سلام کا دھیمے سے جواب دیا۔

''اسٹڈی میں چلنا چاہیے، پہلے ہی آپ کا بہت نقصان ہو گیا ہے اور آج تو آپ کا ٹیسٹ بھی ہوگا۔'' وہ دھک سے رہ گئی اور اس دیکھا وہ کافی سنجیدہ لگا اس کی چال خود بہ خود دھیمی پڑ گئی کہ وہ بہت کوشش کے بعد بھی تیاری نہیں کر سکی تھی۔

''مجھے پڑھنے کا شوق نہیں ہے مگر مسٹر ٹائم کو مجھے پڑھانے کا اتنا ہی ارمان چڑھا ہے، اتنے دن سے چھٹی پر تھے آج بھی نہ آتے لے کر سارا موڈ ہی غارت کر دیا۔'' اسے اندازہ ہی نہیں ہوا تھا کہ وہ دل ہی دل میں نہیں دھیمی سی آواز میں منہ ہی منہ میں بڑبڑا رہی تھی جس کو سنتے اس کے چہرے کے زاویے بگڑ گئے تھے مگر کہا کچھ نہیں، لاؤنج میں آئے ہی تھے کہ شافع اپنے روم سے



نکل کر وہیں آ گیا، اجمی سے سلام دعا ہوئی۔

''بھا جان ایک منٹ میرے ساتھ آئیں گے مجھے کچھ بات کرنی ہے۔'' وہ جو اس سے پورے ایک ہفتہ نہ آنے کی وجہ پوچھنا چاہ رہا تھا چونک کر اسے دیکھا، وہ کافی الجھی ہوئی سی لگی، شافع نے ملازمہ کو بلا کر چائے لانے کا کہا اور اس سے ایکسکیوز کرتا اس کے پیچھے آ گیا۔

''بس آج مجھے نہیں پڑھنا، سر کون سا بتا کر آئے ہیں اور آج تو سنڈے ہے نہ اور بارش بھی ہونے والی ہے، میں اتنا سہانا موسم بورنگ پڑھائی میں ضائع نہیں کر سکتی۔''

''اجمی نے آنے سے قبل فون کیا تھا، مجھے بتانا یاد نہیں رہا اور ایک ہفتے کی پہلے ہی چھٹی۔''

''آپ میرا موڈ خراب کر رہے ہیں، ایک ہفتہ چھٹی ہو گئی اور آج بھی نہیں پڑھیں گے تو قیامت نہیں آ جائے گی۔'' وہ منہ بنا کر بولی تو اسے ماننے ہی بنی کہ وہ کافی دنوں بعد اپنے پرانے موڈ میں لوٹی ہے، اس کے حامی بھرنے پر وہ بچوں کی طرح خوش ہو گئی اور وہ اس کی خوشی میں خوش ہوتا لاؤنج میں آ گیا۔

''آئی ایم سوری یار! آج میشے کا بالکل موڈ نہیں ہے اور وہ کافی عرصے بعد اپنے پرانے موڈ میں لوٹی ہے تو میں اسے دکھی نہیں کر سکتا تھا اس لئے تجھ سے معذرت چاہتا ہوں کہ تو اسے پڑھانے اپنے بزی شیڈول میں سے آتا ہے اور میشے کا بچپنا ہی ختم نہیں ہوتا، ایکسٹریملی سوری۔''

''اٹس اوکے یار! اور یہ آنٹی کہاں ہیں؟'' اس نے اپنے غصے پر کنٹرول کر کے موضوع بدلا۔

''ماں جان کسی ریلیٹو کی ڈیتھ اینی ورسری میں گئی ہوئی ہیں تو یہ بتا کہ اتنے دن کہاں غائب رہا سب ٹھیک تو تھا؟''

''ہاں، بس کچھ پرسنل پرابلمز تھیں، ان کو سولو کرنے کے بعد ایک سیمینار میں چلا گیا، صبح گیارہ بجے واپسی ہوئی تو سوچا تجھ سے کی کمٹمنٹ کو پورا کر لوں۔'' چائے کے سپ لیتے ہوئے اپنے مخصوص سلجھے ہوئے انداز و لہجے میں بولا۔

''اصل میں جب تو نے فون کیا میشے سو رہی تھی، میں ماں جان کو چھوڑنے چلا گیا اور اس سب میں تیرے آنے کا بتا نہیں سکا، اسی لئے تجھ سے معذرت کر لی، تو یہ بتا میشے تیرے ساتھ چل کیسی رہی ہے؟ آئی مین اس سے پہلے میں نے جتنے ٹیوٹرز لگائے وہ ایک ہفتے سے زیادہ بھی ٹک ہی نہیں سکے، اتنا تو شکر ہے کہ تجھ سے پڑھ تو رہی ہے، پاس تو ہو جائے گی نہ؟'' وہ اس کا بہت پرانا دوست تھا بھی اس سے ہر قسم کی بات کر لیتا تھا بہن کے لئے محبت و فکر ساتھ ساتھ تھی۔

''کچھ کہہ نہیں سکتا نو ڈاؤٹ کہ تیری سسٹر جینئس ہیں، بٹ وہ ذرا بھی انٹرسٹ نہیں لیتیں اور تو نے وہ کہاوت تو سنی ہو گی کہ بچہ شوق سے پڑھتا ہے یا خوف سے اور یہاں یہ دونوں معاملے ہی نہیں ہیں اس لئے تو خود سمجھدار ہے ہو سکتا ہے کہ اچھے نمبر آ جائیں اور یہ بھی تب کہہ سکوں گا جب وہ مجھے ٹیسٹ دیں گی۔''

''او یعنی آج تم اس سے ٹیسٹ لینے والے تھے۔'' اس نے اثبات میں گردن ہلائی تو وہ بے ساختہ ہنس دیا۔

''ٹیسٹ اس نے دس سال میں کبھی کلیئر نہیں کیا، ہاف ائیرلی میں بھی فیل ہو جاتی تھی اور مجھے یہ نہیں سمجھ آیا کہ پھر وہ فائنل کیسے کلیئر کر لیتی ہے؟''

''نہ پڑھنے اور نہ پڑھ سکنے میں فرق ہوتا ہے، ایسا نہیں ہے کہ خدانخواستہ کہ وہ مینٹلی ان فٹ ہوں اور اس لئے نہ پڑھتی ہوں بس پڑھنا نہیں چاہتی، اس لئے وہ جان کر ایسا کرتی

ہیں۔'' اس نے ہوٹل میں اچانک سن لینے والی گفتگو کو ذہن میں رکھ کر کہا۔

''اس لئے میری مان تو، تو اپنی بہن کو فورس مت کر یا پھر وہ جیسا پڑھنا چاہتی ہیں ویسے پڑھنے دے، میں غلط نہیں ہوں تو، تو اپنی سسٹر سے جاب تو کروائے گا نہیں اس لئے بی گریڈ آئے بھی تو ٹھیک ہے۔'' اس نے سنجیدگی سے تجزیہ کیا۔

''ہاں جانتا ہوں اسی لئے تو میں نے میشے سے بھی یہ نہیں کہا کہ اسے اے گریڈ لانا ہے ہاں رزلٹ خراب یا اوریج دیکھ کر سرزنش کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اتنا سمجھانے اور سختی کرنے پر اس کی لاپروائیاں عروج پر ہیں، میری خاموشی و نرمی کیا اثر دکھائے گی یہ مجھے بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔'' اس نے نرمی سے کہہ کر دوست کو دیکھا، بارش شروع ہو گئی تو وہ اسے کمرے میں لے گیا، آج وہ بھی فارغ ہی تھا اور ماضی کی یادوں کو دہراتے وقت گزرنے کا احساس بھی نہیں ہوا۔

''مجھے ماں جان کو لینے جانا ہے، اگر تمہیں کوئی پرابلم نہ ہو تو میں تیری گاڑی لے جاؤں کہ ماں جان کو چھوڑ کر آتے ہوئے گاڑی میں کچھ پرابلم ہو گئی تھی مکینک کو دے آیا ہوں۔''

''ہاں یار! یہ بھی کوئی پوچھنے والی بات ہے۔'' اس نے جھٹ گاڑی کی چابی اسے دے دی۔

''تو آرام سے بیٹھ، بلکہ آرام کر میں ایک گھنٹے تک آ جاتا ہوں آج ڈنر ساتھ ہی کریں گے۔'' اس کا اتنی دیر رکنے کا ارادہ نہ تھا کہ وہ پانچ بجے آیا تھا اور اب سات بج رہے ہیں مگر اس کے فورس کرنے پر ماننے ہی بنی، کراچی کی بارشیں بھی کب شروع ہوئیں، کب ختم پتہ ہی نہیں چلتا، بمشکل بیس سے پچیس منٹ ہلکی ہلکی بوندا باندی ہوئی ہو گی، گھر فون پر بات کرتے ہوئے وہ کھڑکی میں جا کھڑا ہوا تھا، یونہی باہر دیکھا تو لان میں منظر مبہوت کر دینے والا تھا، مشام جھولے پر بیٹھی گنگنا رہی تھی، ملازمہ عابدہ اسے جھولا دے رہی تھی، ہوا کے دوش پر اس کی زلفیں رقص کر رہی ہیں، جنہیں اس نے گلابی انگلیوں کی مدد سے کان کے پیچھے اڑسا تھا مگر ہوا اس کی کوشش ناکام بنا گئی تھی اور اس کے بھیگے گلابی من موہنے چہرے پر جھنجلاہٹ سی بکھر گئی تھی، سبز کاٹن کی قمیض اس کے متناسب سراپے کے راز افشا کر رہی تھی کہ بھیگ کر وہ اس کے بدن سے چپک سی گئی تھی، ییلو کلر کا ٹراؤزر پنڈلیوں تک کا تھا اور وہ مزے سے پاؤں جھلا رہی ہے، ییلو اور گرین کنٹراسٹ دوپٹہ جھولے پر ہی اس کے پہلو میں رکھا ہوا ہے۔

''عابدہ میں کچھ تھک گئی ہوں بس کر دو اور میرے لئے چائے بنا لاؤ۔'' ملازمہ کے جھولا روکتے ہی وہ اتری، دوپٹہ گلے میں ڈالا اور کین کی کرسی پر بیٹھ گئی، اس کی محویت سی ٹوٹ گئی اور اب وہ خود کو سرزنش کرنے لگا کہ وہ کتنی اخلاق سے گری ہوئی حرکت کر رہا ہے۔

''مشام بی بی بارش تیز ہونے لگی ہے اندر آ جائیں، بیمار ہو جائیں گی۔''

''تم وہ کرو جو کہا ہے، زیادہ نصیحتیں مت کیا کرو، ماں جان اور بھا جان ہی کافی ہیں اس کے لئے۔'' وہ مزید کچھ کہتی کہ ایک کے بعد ایک آتی چھینک کی وجہ سے نہیں کہہ پائی، وہ مستقل ایک ڈیڑھ گھنٹے سے بھیگ رہی تھی وہ تو بارش میں ہی اب تیزی آئی ہے اس سے قبل تو بوندیں ہی پڑ رہی تھیں اور وہ اتنی دیر صرف اسے لئے اتنی آزادی سے بھیگ لی کہ اماں اور بھائی دونوں ہی گھر پر نہیں ہیں وگرنہ تو راحیلہ لغاری اسے اتنی دیر کبھی بھیگنے نہیں دیتیں کہ وہ بیمار پڑ جاتی تھی، لیکن ان کے روکنے سے بھی وہ کہاں رکتی تھی کہ بارش اسے بے حد پسند تھی اور بارش میں بھیگنا اس سے بھی زیادہ، چھینکوں کا سلسلہ شروع ہی ہوا تھا کہ شافع لغاری ماں کو لے کر آ گیا۔

''دیکھا تم نے شافع، میں نے تو پہلے کہہ دیا تھا کہ جب گھر پہنچے گے یہ ایسی حال میں ملے گی، جانتی ہے بھیگنے سے بیمار پڑ جاتی ہے اس کے باوجود باز نہیں آتی۔'' انہوں نے سٹر سٹر کرتی مشام کو گھورتے ہوئے خود پر چھتری تانے شافع کو مخاطب کر کے کہا، شافع نے اسے اندر جانے کو کہا تو فوراً ہی اندر کی طرف بھاگ گئی کہ اتنی دیر بھیگنے کی وجہ سے گرمیوں کی بارش میں بھی اسے ٹھنڈ لگنے لگی تھی۔

''ڈاکٹر اسد کو فون کر کے میڈیسن وغیرہ پوچھ لو کہ وہ اتنی بارش میں تو آ نہیں پائیں گے اور وہ جو اتنی خاموشی سے کمرے میں چلی گئی ہے تو ضرور اسے ٹھنڈ لگ رہی ہو گی میں جا کر اسے دیکھتی ہوں، نہ جانے کب عقل آئے گی اس لڑکی کو پریشان کر کے رکھا ہوا ہے۔'' بیٹے کو ہدایت کرتیں آخر میں بڑبڑاتیں ہوئیں وہ بیٹی کے کمرے کی طرف بڑھ گئیں اور وہی ہوا جو اکثر بارشوں میں بھیگنے کے بعد اس کے ساتھ ہوتا ہے، تیز بخار اور نزلہ زکام کھانسی، اس کا تو شوق پورا ہوا کہ نہیں ان دونوں کی جان پر ضرور بن آئی تھی کہ اسے زکام ہوا تو وہ ہفتہ سے پہلے تو کبھی ٹلتا نہیں اور اس کے پیپرز بھی بہت نزدیک تھے اس لئے پریشانی بھی اسی لحاظ سے ہے اور وہ پڑھائی سے جان چھوٹ جانے کے خیال سے مگن سی تھی کہ جب اسے زیادہ ہی پڑھائی سے چڑ ہوتی تو وہ اسی طرح خود کو بیمار کر لیتی ہے کہ اپنی کمزوری سے فائدہ اٹھاتے بھی نہیں چوکتی، ہو جاتا ہے، اکثر وہ دونوں اس کی اس حرکت کو جان جاتے اور کبھی انجان بھی رہتے کہ جیسے آج اس نے پلان کے مطابق کچھ نہیں کیا بلکہ شوق و پسند سے مجبور ہو کر کیا۔

☆☆☆

''واٹ از دس مشام۔'' تقریباً اٹھارہ دن بعد اشجعی خان کو ٹیسٹ لینے کا موقع ملا، اس نے ڈیڑھ گھنٹے کا ٹائم دیا تھا اور وہ ایک گھنٹے میں ہی اسے پیپر تھما گئی، وہ جو بک ساتھ لایا تھا وہ اسٹڈی کر رہا تھا، ایک نظر اس کے اکتائے ہوئے چہرے کو دیکھا اور پیپرز اس کے ہاتھ سے لے لئے اور اس نے وہیں بیٹھ کر چیک کرنا شروع کیے تو وہ بہانا بنا کر بھاگ لی اور پیپر دیکھ کر غصہ آیا، ملازمہ کے ذریعے اسے بلایا تو اسے نہ چار آنا پڑا، اس کے آتے ہی اس نے وہ پیپرز اس کے سامنے رکھے اور نہایت درشتگی سے کڑوے لہجے میں پوچھا، اس نے کن انکھیوں سے اسے دیکھا وہ بہت زیادہ غصہ میں لگا۔

''میں آپ سے پوچھ رہا ہوں، مشام کیا ہے یہ؟ بہانے کر کر کے آپ نے بیس پچیس دن ضائع کر کے آج ٹیسٹ دیا اور ایسا کوئی ایک سوال کا جواب جو ٹھیک ہو۔'' وہ اس کے کافی تیز اور روڈ لہجے میں بولا اور اس کے آنسو گرنے لگے کہ اس نے کتنا ہی برا ٹیسٹ پیپر کیوں نہ دیا ہو کبھی کسی ٹیچر سے اسے ڈانٹ نہیں پڑی تھی، اشجعی پہلے بھی دو تین بار اسے ڈانٹ چکا تھا مگر آج کا انداز جداگانہ تھا، وہ نہایت اشتعال کی زد میں آ کر ڈانٹ ڈپٹ کر رہا تھا۔

''آپ کو نہیں پڑھنا تھا تو صاف کہتیں یوں میرا ٹائم ضائع کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ آپ کو وقت اور تعلیم کی اہمیت کا اندازہ نہیں ہو گا، لیکن مجھے ہے، اپنے قیمتی وقت میں سے آپ کو پڑھانے کے لئے وقت نکالا مگر یہ کہاں اندازہ تھا

کہ میں وقت ضائع کر رہا ہوں۔'' اسے گھورتے ہوئے وہ کھڑا ہو گیا اور اس کی روتے روتے ہچکیاں بندھنے لگیں۔

''مجھے اجازت دیجئے مشام لغاری کہ یہ آج ہماری لاسٹ کلاس تھی۔'' کہہ کر اسٹڈی سے نکل گیا اور وہ اسے روک بھی نہیں سکی، جب اس کو ساری بات پتا چلی تو وہ دوست کے سامنے شرمندگی محسوس کر رہا تھا اسی لئے اسے دوبارہ آنے کو بھی نہیں کہا، ہاں شام سے آج کل بات چیت بند تھی، اسی دوران اس کے پیپرز شروع ہو گئے کچھ شرمندگی اور کچھ شافع کی ناراضگی کے خیال سے اس نے جتنی کوشش کر کے دل سے پڑھ سکتی تھی، پیپرز کی تیاری کر سکتی تھی کی، اور اسی لئے خلاف توقع اس کے پیپرز اچھے ہو گئے۔

☆☆☆

''مجھے معاف کر دیں نہ بھا جان، اب تو میں نے اتنی محنت کر کے پیپرز دیئے ہیں، اے گریڈ تو بن ہی جائے گا۔'' وہ لاڈ سے بولی تو شافع مسکرا دیا۔

''معافی تمہیں مجھ سے نہیں اشجعی سے مانگنی چاہیے کہ اس نے تمہارے ساتھ کتنی محنت کی اور میں نے ٹیسٹ پیپر دیکھا تھا ساری غلطیاں لگتا تھا کہ جان کر کی گئی ہیں ایسا کر کے کیا ملتا ہے میشے؟'' اس کا کان کھینچا۔

''سوری، بٹ سر بھی کوئی اچھے انسان نہیں ہیں کتنا ڈانٹتے تھے مجھے اور جس دن میں نے ٹیسٹ دیا تھا اس دن تو کتنی بری طرح مجھے ڈانٹا تھا اور تو اور میں نے فون کر کے دوبارہ آنے کی ریکوسٹ بھی کی لیکن ان کو خود پر اور اپنی تعلیم پر کچھ زیادہ ہی زعم ہے نہ جانے خود کو کیا سمجھتے ہیں میری ریکوسٹ ریفوز کر دی، میں نے فون پر ایکسکیوز کرنا چاہا تھا مگر وہ تو سننے کو ہی تیار نہ تھے۔'' وہ ناک چڑھا کر نہایت تپے ہوئے لہجے میں بول رہی ہے کہ اس کے صاف انکار پر ہی تو اس نے تہیہ کیا تھا کہ وہ اب اچھے نمبروں سے پاس ہو کر دکھائے گی اور اسی لئے اس نے دن رات محنت کر کے پیپرز دیئے۔

''اوہوں میشے تم اپنے استاد کے بارے میں بات کر رہی ہو یہ یاد رکھو۔'' شافع نے سرزنش کی تو وہ منہ بنا کر ''سوری'' کہہ گئی۔

''اچھا اب زیادہ منہ مت بگاڑو، جو ہونا تھا ہو گیا ہے اور میں تو اشجعی کا تھنک فل ہوں کہ اس کی ضد میں آ کر تم نے دل سے تو پڑھا، ورنہ پیپرز کے دنوں میں مجھے اور ماں جان کو تم پریشان کر کے رکھ دیتی ہو۔'' اس کے بنا کچھ کہے بھی سمجھ جانے پر وہ خفت کا شکار ہو گئی کہ شافع کا اندازہ سو فیصدی درست ہے کہ اس نے صرف اشجعی کی ضد میں اتنی محنت کی تھی۔

''اور آپ نے جو ناراضگی کا ڈھونگ کر کے مجھے پریشان رکھا اس کا کیا؟'' خفت مٹانے کو قدرے غصہ سے بولی اور وہ ہنسنے لگا۔

''جانے دو گزری باتیں اور ڈیرہ غازی خان چلنا ہے چلنے کی تیاری کر لو۔''

''ڈیرہ غازی خان، لیکن کیوں بھا جان؟''

''اس لئے کہ اشجعی کی سسٹر کی منگنی ہے ہم سب انوائیٹڈ بھی ہیں اور تم بھی آج کل فارغ ہو اس لئے میں نے اشجعی سے آنے کی حامی بھر لی۔''

''سر کی بہن کی انگیج منٹ ہے تو ڈیرہ غازی خان کیوں جائیں گے؟'' نا سمجھی سے اس کی بات کاٹی اور اس نے اپنا سر پکڑ لیا۔

''اس لئے کہ اشجعی کا تعلق ڈیرہ غازی خان سے ہے، اس کی فیملی وہیں رہتی ہے، اشجعی اور اس کے بہن بھائی یہاں کراچی میں صرف تعلیم



کے حصول کے لئے ٹھہرے ہوئے ہیں، اب منگنی تو یہاں نہیں ہو سکتی وہ آبائی شہر میں ہی ہو گی، کچھ سمجھیں یا نہیں؟'' اس نے جھینپ کر گردن اثبات میں ہلا دی۔

''اچھا اب بتاؤ چلنا ہے یا میں اکیلے ہی چلا جاؤں کہ ماں جان نہیں جا رہی ہیں انہوں نے جانے سے معذرت کر لی ہے۔''

''میں ساتھ چلتی ہوں آپ کے، اسی بہانے ڈیرہ غازی خان دیکھ لوں گی، آپ گھمانے تو لے جائیں گے نہ؟ یا صرف انگیج منٹ پارٹی میں شرکت کر کے واپس آ جائیں گے تو میری طرف سے بھی معذرت۔'' اس نے ابرو چڑھاتے ہوئے سوالیہ نگاہوں سے بھائی کو دیکھا۔

''ہاں بھئی لے جاؤں گا، صرف تمہارے خیال سے ایک ہفتہ کا پروگرام بنایا ہے۔'' وہ شافع کی بات پر کھل ہی گئی کہ اسے گھومنے پھرنے کا بے حد شوق ہے۔

''لیکن بھا جان ہم ایک ہفتہ سر کے گھر ٹھہریں گے عجیب نہیں لگے گا؟'' اس کے تشویش سے کہنے پر بڑی بے ساختہ مسکراہٹ ہونٹوں پر بکھر گئی۔

''اشجعی کے ہاں صرف منگنی کی تقریب میں جائیں گے، اس کے ہاں ٹھہریں گے نہیں، ہمیں کہاں ٹھہرنا ہے ایک ہفتہ وہ سب میں خود مینج کر لوں گا تم جانے کی تیاری کر لو۔'' وہ بھائی کو گڈ نائٹ کہتی اپنے روم میں چلی گئی۔

☆☆☆

''تیرا دماغ خراب ہو گیا ہے اور کوئی بات نہیں ہے، میرے گھر کے ہوتے ہوئے تو ہوٹل میں ٹھہرے گا۔'' شافع کا ارادہ بائی ائیر جانے کا تھا لیکن اشجعی اور اس کی سسٹر عنزیٰ بائے روڈ جا رہے تھے اس لئے اس نے اشجعی کے کہنے پر ان کے ساتھ ہی جانے کا پروگرام بنا لیا، اشجعی اپنے بابا کی پجیرو میں جا رہا تھا، عنزیٰ تو کافی خاموش طبیعت کی سیدھی سادی لڑکی تھی، اس کے برعکس مشام وہ تو خاموش رہ ہی نہیں سکتی، اس نے عنزیٰ سے فوراً ہی دوستی گانٹھ لی اور نان اسٹاپ شروع ہو گئی، ایک تو وہ پہلے ہی کم و بیش تلا بولنے کی عادی ہے اوپر سے شافع لغاری کی موجودگی بھی اسے کچھ کنفیوژ کر رہی ہے کہ چاہے بھائی ساتھ ہے لیکن ایک اجنبی غیر مرد کے ساتھ سفر کا پہلا موقع تھا، اشجعی خان تو اسے جانتا ہے اس لئے اس کے حیران پریشان سے تاثر دیتے چہرے کو دیکھ کر اندر ہی اندر مسکرانے پر مجبور تھا کہ شافع کے ٹوکنے پر بھی وہ کچھ دیر خاموش ہو کر تھوڑی ہی دیر میں دوسری بات شروع کر دیتی اور وہ ہوں ہاں میں ہی جواب دے رہی ہے اور صرف اس کو کنفیوژ پا کر ہی شافع نے بہن کو ٹوکا مگر وہ کہاں باز آنے والوں میں سے تھی، اس لئے وہ تینوں ہی صرف اسی سننے پر مجبور ہیں، آدھے راستے میں ہی پہنچے تھے کہ اس نے بھوک لگنے کا شور کر دیا، اشجعی خان نے گاڑی رکوا دی کہ وہ لوگ کھانے پینے کی چیزیں ساتھ لے کر ہی چلے تھے، مشام کے لئے نمکو اور فاسٹ فوڈ وغیرہ جو لیا تھا وہ گھر سے مستقل بولتے رہنے کے ساتھ ختم کر چکی تھی، آفر تو تینوں کو ہی کی تھی، مگر زیادہ زور عنزیٰ پر ڈالا تھا تو وہ چپس کا پیکٹ تھام گئی تھی، عنزیٰ نے کباب وغیرہ نکال کر اسے دیئے اور وہ حیران تھی اس کو کھاتے دیکھ کر ملازمہ کے ہاتھ اس نے ان دونوں کو چائے بھیج دی تھی، چائے پیتے ہوئے شافع کا سیل بجنے لگا اور اس کی باتوں سے ہی اشجعی نے اندازہ لگایا کہ وہ ہوٹل میں ٹھہرنے والا ہے اس لئے بات ختم ہوتے ہی وہ نہایت افسوس

سے بولا اور اس کے عذر بتانے پر جھنجلاہٹ ہونے لگی۔

''تو بس میرے ہی گھر ٹھہرے گا، ہوٹل میں ٹھہرنے کا ارادہ ہے نہ تو شوق سے ٹھہرنا، لیکن پھر میری بہن کی منگنی میں بھی آنے کی ضرورت نہیں ہے۔''

''کیسے ضرورت نہیں ہے، انویٹیشن کارڈ دیا ہے تو نے مجھے۔''

''ہم دعوت نامے اپنوں کو دیتے ہیں، غلطی سے ایک پرائے شخص کو دعوت دے ڈالی تو اب معذرت کر رہا ہوں، کہ بھائی صاحب ہمارے ہاں آنے کی ضرورت نہیں ہے۔'' انجعی کے جلے ہوئے انداز پر وہ ہنستا چلا گیا۔

''مجھے تیرے گھر رکنے پر کوئی اعتراض نہیں ہے، مگر میرا ارادہ ایک ہفتہ یہاں ٹھہرنے کا ہے اور مشام بھی میرے ساتھ ہے، اب تیرے گھر رکوں گا تو بہت سی باتوں کا خیال رکھنا پڑے گا اور میشے کو میں جانتا ہوں، وہ کتنی موڈی ہے، صبح کے نو بجے ہوں یا رات کے دو اگر اس کا گھومنے کا موڈ بن گیا تو تمہارے گھر سے جانا مشکل ہو گا، ہوٹل سے جب جہاں جانا ہو گا آرام سے جا سکتے ہیں۔''

''تو میرے گھر سے بھی جا سکتا ہے، کوئی پرابلم نہیں ہو گی اور اب میں تیری بکواس نہیں سنوں گا، ڈیرہ غازی خان میں رہنا ہے تو صرف میرے گھر میں ورنہ یہیں آدھے راستے سے واپس چلا جا۔'' اس کو منہ کھولتے دیکھ کر وارن کیا اور اس کو مانتے ہی بنی۔

''سوچ لے کہیں ایسا نہ ہو تیرے گھر والے خود ہی ہم سے عاجز آ جائیں، اس تیز رفتار کو جھیلنا کوئی اتنا بھی آسان نہیں ہے اور مجھے تو عزیٰ بہن سے شرمندگی محسوس ہونے کے ساتھ ان پر ترس بھی آ رہا ہے کہ وہ بے چاری تو بری پھنس گئی ہیں وہ کیا کہتے ہیں کہ نہ اگل سکتی ہیں نہ نگل۔'' اس نے مسکراتے ہوئے کن اکھیوں سے انجعی خان کو دیکھا اور وہ بھی ہلکے سے ہنس دیا۔

''اب ایسی بھی بات نہیں ہے ہم مہمان کی عزت کرنا جانتے ہیں، اس لئے عاجز واجز نہیں آئیں گے اور عزیٰ تو طبیعتاً ہی سنجیدہ اور کم گو ہے، مشام کی رمزیٰ سے خوب بن جائے گی کہ رمزیٰ بھی یونہی نان اسٹاپ بولنے کی عادی ہے۔'' وہ دھیرے دھیرے بولتا اس کے ساتھ چلتا گاڑی تک آ گیا۔

''بھا جان، آپ بھی یہ کباب ٹرائی کریں، عزیٰ آپی نے بہت مزے کے بنائے ہیں۔'' اس نے کباب کی پلیٹ شافع کی طرف بڑھائی، اس نے ایک شامی کباب اٹھا لیا جو واقعی بہت مزیدار تھا۔

''سینڈوچز بھی بہت مزے کے تھے بھا جان آپ لیں گے؟'' اس نے نفی میں گردن ہلا دی۔

''انجعی کی نظر اس پر اٹھی، دھانی اسٹائلش سوٹ میں اس کی خوبصورتی بے حد نمایاں تھی، چہرے پر سادگی نوعمری کا بانکپن بے پروائی پھیلی تھی اس نے نگاہ اٹھا کر دیکھنے پر وہ گڑبڑا کر نگاہ چرا گیا، اب گزرتے مناظر پر تبصرہ کر رہی ہے۔

''بھا جان ہمارے ساتھ ماں جان بھی آ جاتیں تو کتنا مزا آتا۔'' اس نے جواب دینے کی بجائے محض اس کی بات کا اتفاق کرنے کو گردن ہلائی، کچھ ہی دیر میں اس کی آنکھیں نیند سے بوجھل ہونے لگیں اور اس نے آنکھیں موند لیں اس کا سر شافع کے کاندھے سے آ لگا۔

''بہت بولتی ہے نہ یہ، آپ دونوں بھی کیا سوچ رہے ہوں گے۔'' اس نے مشام کی بے آرامی کے خیال سے کہ اس کی گردن میں تکلیف نہ ہو جائے اس کا سر سینے سے لگا کر بازو اس کے شانے پر پھیلا لیا، عزیٰ نے گردن موڑ کر بھائی کو دیکھا اور دونوں ہی دھیمے سے مسکرا دیئے، باقی راستے وہ دونوں دھیمی آواز میں باتیں کرتے رہے جب عزیٰ محض آنکھیں موند کر بیٹھی رہی کہ سفر میں وہ نہیں رمزیٰ سونے کی عادی تھی، اکثر وہ دونوں ساتھ ہی ہوتیں اور اب بھی عزیٰ کو تو یہی لگ رہا تھا کہ جیسے رمزیٰ ہی کے ساتھ سفر کر رہی ہو تھوڑی بہت جھجک تو تھی وہ شافع لغاری کی وجہ سے تھی اسی لئے وہ مشام سے فرینک نہیں ہو پائی۔

''میشے کتنا سوؤ گی، اب اٹھ بھی جاؤ۔'' گاؤں کی حدود شروع ہوتے ہی شافع اسے اٹھانے کی کوشش کر رہا تھا اور اب کے قدرے جھنجلا کر اس کا گال تھپتھپایا کہ وہ اٹھنے میں سو نخرے ہی کرتی ہے صرف ان کو اٹھانے کے لئے راحیلہ لغاری ایک گھنٹے قبل ہی کوشش شروع کر دیتی ہیں اور جس دن معروفیت کی وجہ سے وہ ایسا نہیں کر پاتی تھیں وہ اسکول کالج سے لیٹ ہو جاتی تھی۔

''کیا بھا جان سونے بھی دیں نہ، ابھی تو سوئی تھی نیند بھی پوری نہیں ہونے دیتے۔'' نیند سے بوجھل آواز میں جھنجلا کر بولی اور وہ جسے ابھی کہہ رہی تھی اس بات کو چار گھنٹے ہو گئے تھے۔

''انجعی کا گھر آ گیا ہے، اب گھر میں سوتے سوتے جاؤ گی یا پھر تمہیں یہیں اکیلا گاڑی میں چھوڑ دیں۔'' اس نے سر اٹھایا اور آنکھیں ملنے لگی۔

''ہم اتنی جلدی ڈیرہ غازی خان آ گئے۔'' کہتے ساتھ ہی جمائی روکی، گاڑی خوبصورت سی سفید رنگ کی حویلی میں داخل ہو کر رک گئی، وہ دوپٹہ شانوں پر برابر کرتی اتر آئی، سب سے آخر میں عزیٰ اتری تھی۔

''عزیٰ آپی آپ پورے راستے حجاب کیے رہیں، آپ کو گھبراہٹ نہیں ہوئی؟'' سیاہ رنگ کی کشمیری شال اس نے اپنے وجود کے ساتھ چہرے تک لی ہوئی تھی، کہ وہ شرعی پردہ کرتی ہے، ہاں رمزیٰ صرف کوشش کرتی ہے کہ وہ زیادہ دیر حجاب لگا کر نہیں رکھ سکتی کہ اس کی سانس رکنے لگتی ہے، اس لئے صرف عزیٰ ہی یونیورسٹی حجاب لگا کر جاتی ہے، رمزیٰ کے علاوہ حویلی کی دیگر خواتین پردہ کرتی ہیں اور رمزیٰ کو سانس کی پرابلم نہ ہوتی وہ بھی ایسا ہی کرتی اس لئے کہ وہ اب بھی صرف حجاب کے علاوہ رہن سہن اور پہننے اوڑھنے میں باقی خواتین ہی کی طرح ہے۔

''گھبراہٹ کیوں ہو گی؟ اور مجھے تو اب ویسے بھی عادت ہو گئی ہے۔'' وہ دھیمے سے بولی شافع لغاری کی اس پر نگاہ اٹھی تھی اور دوسرے ہی پل اس نے جھکا لی تھی۔

''بھا جان! آپ ساتھ نہیں آئیں گے۔'' عزیٰ اسے لئے اندر جانے لگی تو وہ رک کر شافع سے بولی۔

''تم انجعی کی سسٹر کے ساتھ چلی جاؤ، میں مردان خانے میں جا رہا ہوں، انجعی کے ہاں پردے کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔''

''میں تو کسی کو جانتی بھی نہیں ہوں۔''

''جانتی نہیں ہو تو جان جاؤ گی یو ڈونٹ وری اور میری ضرورت ہو تو اپنے سیل فون سے مجھ سے رابطہ کر لینا۔'' اس نے جلدی جلدی اس سے کہا کیونکہ عزیٰ صرف اسی کے خیال سے اب تک رکی ہوئی تھی، مگر اس کی الجھن بھی ختم ہونے کی بجائے بڑھ رہی تھی۔

''مشام! آپ کو یہاں کسی چیز کی کمی نہیں ہو

گی، آپ عنزیٰ کے ساتھ اندر چلی جائیں، بابا خان، سے مل کر شافع وہیں آجائے گا۔'' انجبی نے نرمی سے مداخلت کی اس نے انجبی کو دیکھ کر بھائی کو دیکھا اور اس کا مثبت اشارہ پا کر وہ عنزیٰ کے ساتھ زنان خانے کی طرف بڑھ گئی جہاں گھر کی سب ہی خواتین بڑے ہی پرتپاک انداز میں اس سے ملیں تو اس کا ڈر زائل ہوگیا۔

''رمزیٰ تم مشام کو اپنے کمرے میں لے جاؤ میں دادی خانم کو سلام کرنے جا رہی ہوں۔'' عنزیٰ نے چادر ملازمہ کو دے کر دوپٹہ اس کے ہاتھوں سے لے کر اوڑھ لیا۔

''آپ دونوں کتنی ملتی ہیں۔''

''ہاں، ہم دونوں ٹوئن ہیں اور تمہاری رمزیٰ سے بہت بنے گی یہ بھی تمہاری طرح بہت بولتی ہے۔'' اس کے مسکرا کر کہنے پر مشام جھینپ گئی۔

''میں نے پورے راستے آپ کو بہت تنگ کیا نہ؟''

''پورے نہیں آدھے راستے کہ آدھے رستے تو تم سوتی ہوئی آئی ہو۔'' وہ صاف گوئی سے بولی تو وہ خفیف سی ہوگئی اور عنزیٰ اسے لئے کمرے میں چلی گئی جبکہ وہ سر جھٹکتی دادی خانم کے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

☆☆☆

''رمزیٰ آپی! آپ کتنی پیاری لگ رہی ہیں، آپ کے ہونے والے شوہر تو دیکھتے ہی رہ جائیں گے۔'' رمزیٰ کے چہرے پر حیا کی سرخی سی چھا گئی، رمزیٰ سرخ رنگ کے گوٹے کے شلوار قمیض میں بھاری زیورات پہنے کافی اچھی لگ رہی ہے جبکہ اس نے میک اپ تو برائے نام ہی کیا ہے کہ ان کے یہاں سرخی پاؤڈر لگانے کا رواج ہی نہیں ہے اور جو منگنی کا سوچ کر آئے تھے یہاں آکر پتہ چلا کہ نکاح ہو رہا ہے اور رخصتی رمزیٰ کے BSC کے بعد ہوگی، انجبی کو بھی نکاح کا آنے کے بعد سلام چلا کہ لڑکے والوں نے منگنی سے یکدم نکاح کی بات کی مصطفیٰ خان نے حامی بھر لی کہ وہ خود منگنی کے حق میں نہ تھے کہ اس کی کوئی شرعی حیثیت نہیں تھی۔

''رمزیٰ کا نکاح ان کی برادری میں ہی ہو رہا تھا ہاں لڑکا دور پرے کا رشتہ دار تھا، اب جا کر تم بھی تیار ہو جاؤ، لڑکے والے آنے ہی والے ہوں گے کہ یہاں شہر کی طرح رات گئے فنکشن نہیں چلتے رات دس بجے سے قبل سارا شور شرابہ تھم جائے گا۔'' عنزیٰ کے کہنے پر وہ اپنے کپڑے اٹھا کر واش روم میں چلی گئی۔

''رمزیٰ! مجھے تو ڈر لگ رہا ہے، مشام ظاہر ہے ہماری طرح ہماری روایات کی پابند نہیں ہے، ہماری ننھیالی و ددھیالی رشتے دار خواتین ہی مشام کو لے کر کافی باتیں بنا چکی ہیں، اب لڑکے والے آئیں گے تب ان میں سے کسی نے کچھ کہا تو؟''

''عنزیٰ! تم کیا کہہ رہی ہو میں بالکل نہیں سمجھی۔'' اس نے ناسمجھی سے بہن کو دیکھا۔

''یار! مشام اتنے زور سے بولتی اور ہنستی ہے کہ دادی خانم تو صاف لفظوں میں کہہ چکی ہیں اوپر سے مشام دوپٹہ سر پر بھی نہیں لیتی، کاندھوں پر وہ دوپٹہ سلیقہ سے رکھ نہیں سکتی اور آج کی تقریب میں تو آس پڑوس کی عورتیں بھی آئیں گی، اسے ننگے سر دیکھ کر کتنی باتیں بنیں گی اور زیادہ ڈر تو مجھے پھپھی خانم کی طرف سے ہے، کم از کم ماں خان اور دادی خانم نے اس کے منہ پر تو کچھ نہیں کہا پھپھی خانم تو بالکل لحاظ نہیں کریں گی۔'' اس نے پریشانی سے ساری بات بہن کے سامنے رکھی اور اسے بھی تشویش ہونے لگی۔



''مشام ویسے کافی سیدھی سادی لڑکی ہے، تم اسے دوپٹہ سر پر لینے کو کہو گی تو مان جائے گی۔''

''اگر اسے برا لگ گیا تو؟''

''بات کر کے دیکھ لو ہو سکتا ہے پرابلم ہی ختم ہو جائے، ورنہ پھپھی خانم نے ڈائریکٹ کچھ کہہ دیا تو ضرور پرابلم ہو جائے گی۔'' عنزیٰ نے کہا اور اسی وقت مشام چینج کر کے آگئی بے بی پنک لانگ اسٹائلش شرٹ، ڈارک پنک کھلے پائنچوں کا ٹراؤزر پہنے ہوئے تھی دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا رمزیٰ نے بات کرنے کا اشارہ کیا جبکہ وہ مگن سی بال سلجھانے لگی۔

''عنزیٰ آپی! آپ میرے بال بنا دیں گی، مجھے تو ڈھنگ سے برش کرنا بھی نہیں آتا ہمیشہ ماں جان ہی برش کر کے پونی ٹیل یا چٹیا بنا دیتی ہیں۔'' اس نے اثبات میں سر ہلا کر اس کے ہاتھ سے برش لے لیا۔

''ماشا اللہ تمہارے بال بہت خوبصورت ہیں۔''

''سب یہی کہتے ہیں، مگر مجھے تو اتنے بال سخت برے لگتے ہیں، اتنی مشکل سے واش ہوتے ہیں اور برش کرتے ہوئے تکلیف الگ ہوتی ہے، ماں جان کٹوانے کی اجازت نہیں دیتیں ورنہ تو میں تو باب کٹنگ یا پھر بوائے کٹ کٹوا لیتی۔'' وہ مزے سے بولی اور ان دونوں کو ہی حیرت ہوئی کہ اتنے خوبصورت لمبے حسین بال بہت کم لڑکیوں کے ہوتے ہیں۔

''تم دوپٹہ سر پر نہیں لیتیں؟'' بالوں میں بل ڈالتے ہوئے اس نے بات کا آغاز کیا۔

''نہیں، میں تو دوپٹہ بھی گھر میں نہیں لیتی ہوں باہر جاتے ہوئے اوڑھ لیتی ہوں، مگر آپ کیوں پوچھ رہی ہیں؟'' رخ اس کی طرف کرتے ہوئے سوالیہ نگاہوں سے دیکھنے لگی۔

''اس لئے کہ ہمارے یہاں ساری خواتین سروں پر دوپٹہ لیتی ہیں، اب ایک واحد تم نہیں لو گی تو عجیب لگے گا، اس لئے تمہیں برا نہ لگے تو تم دوپٹہ سر پر لے لو۔'' اس نے دھیمے سے کہا اور کن اکھیوں سے اس کا چہرہ دیکھا اس کے تاثرات نارمل ہی رہے۔

''آپ کہتی ہیں تو ٹھیک ہے، ویسے بھی ماں جان بھی اب مجھ سے کہتی ہیں کہ میں دوپٹہ طریقہ سے اوڑھا کرو، لیکن عادت نہیں ہے نہ اس لئے ہمیشہ گڑبڑ ہو جاتی ہے سر مجھے جب بھی پڑھانے آئے تو کوئی سا اوڑھ کر ہی بھاگم بھاگ اسٹڈی میں پہنچتی ہوں، سر بھی سوچتے ہوں گے کہ مجھے ڈریسنگ سینس ہی نہیں ہے۔'' وہ سادگی سے بولنے لگی۔

اور عنزیٰ جو کافی ڈری ہوئی تھی کہ وہ نہ جانے کیساری ایکٹ کرے برا نہ مان جائے جبکہ وہ تو بڑی آسانی سے ہی مان گئی، عنزیٰ نے اس کی خوبصورت بڑی بڑی سبز آنکھوں میں کاجل لگایا اور دوپٹہ سلیقہ سے پنوں کے ذریعے سیٹ کر دیا۔

''بہت اچھی لگ رہی ہو۔'' وہ اپنی تعریف پر جھینپ گئی۔

''تم بولتی بہت اچھا ہو مگر آج بہت ساری خواتین ہوں گی اس لئے زیادہ نہیں بولنا۔''

''میں بہت زیادہ تو نہیں بولتی، بٹ آپ لوگوں کو میرا بولنا اریٹیٹ کرتا ہے تو میں خاموش رہوں گی۔''

''ارے نہیں، میں نے ایسا نہیں کہا، اصل میں ہر انسان کی نیچر دوسرے سے مختلف ہوتی ہے اور رمزیٰ کے سسرال والوں کو تو ہم خود نہیں جانتے کہ وہ کس نیچر کے ہیں، اب وہ ہمارے مہمان ہوں گے تو ہمیں تو خیال رکھنا ہی پڑے گا





WWW.PAKSOCIETY.COM

نہ کہ انہیں کسی کی کوئی بات بری نہ لگے اور جیسے میں رمزیٰ کی بہن ہوں، تم بھی رمزیٰ کی بہن ہو۔'' اس نے نرمی سے کہتے ہوئے اس کے شانوں پر ہاتھ رکھے اور وہ دھیمے سے مسکرا دی۔

''تھینکس آپی اصل میں میری کوئی بہن نہیں ہے نہ اس لئے مجھے یہ سب نہیں پتہ اور میں نے تو آج تک اس طرح کا کوئی فنکشن بھی اٹینڈ نہیں کیا، ننھیال، ددھیال میں بھی کوئی نہیں ہے، ماں جان کی بس کچھ فرینڈز ہیں اور ان کے ہاں کا ماحول ہمارے ہاں جیسا ہی ہے اور آپ کے ہاں کا ماحول ہمارے ماحول سے بہت ڈیفرنٹ ہے۔'' اس نے بات کے اختتام پر مسکرا کر اسے دیکھا اور ہاتھ میں گھڑی باندھنے لگی اور اس کی بائیں کلائی میں رمزیٰ نے اپنی پنک چوڑیاں سجا دیں۔

''آپی! یہ کتنی خوبصورت لگ رہی ہیں، میں نے فرسٹ ٹائم چوڑیاں پہنی ہیں۔'' اس کا جوش بچوں جیسا تھا، جبھی ملازمہ عزیٰ کو بلانے چلی آئی کہ لڑکے والے آنے والے تھے اور وہ رمزیٰ کو اکیلے چھوڑ کر روم سے نکل آئیں۔

''آپی! مجھے بھا جان سے بات کرنی ہے۔'' ساتھ چلتے ہوئے کہنے لگی۔

''نوراں، تم مشام کو لالہ خان کے کمرے میں لے جاؤ۔'' وہ ملازمہ سے کہتی بیٹھک کی طرف بڑھ گئی اور مشام ملازمہ کے ساتھ انجبی خان کے کمرے میں آ گئی جہاں شافع لغاری ٹھہرا تھا، انجبی خان نے دوست کو گیسٹ روم کی بجائے اپنے کمرے میں ہی ٹھہرایا تھا اور مصطفیٰ خان کو بھی اعتراض نہیں ہوا کہ وہ بیٹے کو جانتے ہیں کہ وہ کتنا محتاط فطرت ہے اور شافع لغاری پر بھروسہ کر کے اسے گھر تک لایا ہے تو ضرور بھروسے کے لائق ہو گا ورنہ ان کی حویلی کے مردان خانے تک بھی کبھی ان کے دونوں ہی بیٹوں کے دوست نہیں آئے جبکہ انجبی خان اسے حویلی کے اندرونی حصے میں لے آیا اور وہ خود بھی شافع سے ملے تو وہ انہیں ایک سلجھا ہوا انسان لگا کہ انہیں انسانوں کی اتنی تو پرکھ ہے کہ اچھے دبرے کی تمیز کر سکیں، نوراں اسے باہر ہی چھوڑ کر چلی گئی، اس نے دروازے پر دستک دی اور انجبی خان کی اجازت پا کر اندر داخل ہو گئی اور وہ اسے دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس کو کہاں اندازہ تھا کہ مشام ہو گی کہ اس نے تو سوچا کہ گھر کا کوئی ملازم ہو گا کہ اس کے ہی نہیں گھر کے باقی مردوں کے کمروں تک بھی ملازمائیں نہیں جاتیں اور وہ اسے دیکھ کر شرمندگی سے نگاہ چرا گئی اور اس نے تو بڑی ہی عجلت میں شرٹ اٹھا کر پہن لی کہ وہ اس وقت ٹراؤزر پہنے ہوئے ہے۔

''آپ، یہاں تک کیوں آئیں؟''

''وہ مجھے بھا جان......''

''شافع واش روم میں ہے، آپ واپس چلی جائیں، کچھ دیر میں وہ آ جاتا ہے تو میں اسے بتا کر آپ کو بلا لوں گا۔'' اس نے اب کے اس دیکھتے ہوئے کہا، گلابی دوپٹہ کے ہالے میں اس کا من موہنا چہرہ کافی خوبصورت لگا۔

''میں بھا جان کا ویٹ کر لیتی ہوں، مجھے بہت ضروری بات کرنی ہے۔'' وہ اس کی بات کا مفہوم سمجھے بنا سادگی سے بولی اور صوفے پر بیٹھ گئی۔

''اوف......اس طرح کسی نے کمرے میں دیکھ لیا تو قیامت ہی آ جائے گی۔'' اس نے سوچا اور کمرے سے ہی جانے کا سوچنے لگا کہ شافع بال تولیے سے رگڑتا ہوا چلا آیا۔

''ارے یہ محترمہ کون ہیں؟'' بہن کو دیکھ کر خوشگوار حیرت سی ہوئی تو شرارت سے کہا۔

''بھا جان! کیا میں اس طرح دوپٹہ اوڑھ کر بہت بڑی لگ رہی ہوں؟'' وہ مرے مرے لہجے میں پوچھنے لگی۔

''ارے نہیں، میری گڑیا تو بہت پیاری و پاکیزہ سی لگ رہی ہے۔'' اپنے مخصوص نرم لہجے میں کہہ کر اس کی ناک دبائی۔

''تم کہاں جا رہے ہو، چینج کر لو تو ساتھ ہی چلیں گے۔'' خود کو مس فٹ پاتے ہوئے جانے لگا تو شافع کی آواز پر پلٹ آیا، قمیض تو پہن ہی چکا تھا اس لئے آئینہ کے سامنے کھڑے ہو کر بال بنانے لگا۔

''تھینک گاڈ، ورنہ تو میں سمجھی کہ شاید میں اچھی نہیں لگ رہی، عزیٰ آپی نے میرا دل رکھنے کو جھوٹ کہہ دیا ہے۔'' پرسکون سی سانس بھرتے ہوئے مسکرا کر شافع کو دیکھا۔

''اور بھا جان یہ چوڑیاں دیکھیں، پیاری ہیں نہ مجھے عزیٰ آپی نے پہنائی ہیں۔'' اس نے گلابی کلائی میں گلابی ہی بھر بھر کانچ کی چوڑیاں اس کے سامنے کیں، وہ دونوں کو آئینہ میں صاف دیکھ سکتا ہے اور اس کی آنکھوں میں بھی ستائش سی تیری تھی کہ جیسے گلابی چوڑیاں بنی ہی اس کی دودھیا گلابی بانہہ کے لئے ہوں۔

''بہت اچھی لگ رہی ہیں اور تم یہاں آئیں، کیا کوئی خاص بات تھی؟''

''جی وہ مجھے ماں جان یاد آ رہی ہیں، ان سے بات کروا دیں، میرا بیلنس ختم ہو گیا ہے۔'' اس نے آنے کا اصل مقصد بتایا تو اس نے سائیڈ ٹیبل پر سے سیل فون اٹھا کر راحیلہ لغاری کا سیل نمبر ڈائل کر کے موبائل اس کی طرف بڑھا دیا۔

''ماں جان! یہاں سب بہت اچھے ہیں، عزیٰ آپی اور رمزیٰ آپی ریڈ سوٹ میں اتنی حسین لگ رہی ہیں کہ بس اور ماں جان عزیٰ آپی نے مجھے اتنی پیاری چوڑیاں پہنائی ہیں، گھر آ کر آپ کو دکھاؤں گی۔'' وہ نان اسٹاپ شروع ہو گئی تھی وہ دونوں باہر جانے کو تیار تھے مگر اس کی باتیں ہی ختم ہونے میں نہیں آ رہی تھیں۔

''جی میں بھا جان کو بالکل تنگ نہیں کر رہی ہوں، آپ بھا جان سے بھی پوچھ سکتی ہیں اور پتہ ہے ماں جان۔'' اتنے میں انجبی خان کے پاس برات آ جانے کا میسج آیا تو شافع سے کہہ کر اس نے جانا چاہا اور اس نے ساتھ چلنے کا کہہ کر مشام کے ہاتھوں سے سیل فون لے لیا۔

''السلام علیکم ماں جان! یہاں سب ٹھیک ہے اور دولہا والے آ گئے ہیں اس لئے آپ سے بعد میں بات کریں گے، اللہ حافظ۔'' سلام کا جواب پا کر اس نے جلدی جلدی کہہ کر لائن کاٹ دی۔

''اتنا بول کر تھکتی نہیں ہو، اب جاؤ برات آ گئی ہے میں انجبی کے ساتھ باہر جا رہا ہوں۔''

''بھا جان! میں بھی ساتھ چلوں، مجھے برات دیکھنے کا بہت شوق ہے۔''

''نہیں تم اندر جاؤ، تمہاری عزیٰ آپی تمہارا ویٹ کر رہی ہوں گی۔'' وہ جو بحث کرنے کو پر تولنے لگی تھی اس کی بات کے اختتام تک جھپاک سے باہر نکل گئی اور وہ دونوں آگے پیچھے چلتے باہر کی طرف بڑھ گئے۔

☆☆☆

''بھا جان! آپ رمزیٰ آپی سے شادی کر لیں۔'' شافع لغاری کی ساعتوں پر اس نے گویا کوئی بم پھوڑ دیا۔

''دماغ خراب ہو گیا ہے؟ جانتی بھی ہو کیا کہہ رہی ہو؟''

''پلیز بھا جان! رمزیٰ آپی بہت رو رہی ہیں، سب ان کو بہت برا بھلا کہہ رہے ہیں اور ان

کی دادی خانم کہہ رہی تھیں کہ آج اگر رمزیٰ آپی کی برات لوٹ گئی تو کبھی ان کی اور عنزیٰ کی آپی کی شادی نہیں ہو گی، سر کی ماں خان نے تو اپنا دوپٹہ لڑکے کی ماں کے قدموں میں رکھ دیا اور وہ اس پر پاؤں رکھ کر آگے بڑھ گئیں، اس لئے آپ رمزیٰ آپی سے شادی کر لیں، وہ بہت اچھی ہیں۔'' وہ روتے ہوئے بھرائے ہوئے لہجے میں بول رہی تھی۔

نکاح سے قبل لڑکے کے پاس کسی آدمی کا فون آیا اس نے خود کو رمزیٰ کا چاہنے والا بتایا اور نہ جانے کیا کچھ بکواس کی کہ ولید خان نے نکاح سے ہی انکار کر دیا، وہ آدمی اور کوئی نہیں واثق تھا کہ کچھ دیر قبل عنزیٰ کے موبائل پر اس کی کال آئی تھی جو رمزیٰ نے ہی ریسیو کی کہ عنزیٰ سیل کمرے میں ہی چھوڑ گئی تھی اور اس نے رمزیٰ کو دھمکی دی تھی کہ وہ اس کی شادی نہیں ہونے دے گا، رمزیٰ بہت ڈر گئی تھی، کیا کرے کیا نہیں اسی الجھن میں تھی کہ اسے اس کی کزنز نیچے لے جانے کے لئے آ گئی وہ عنزیٰ سے بھی کچھ نہ کہہ سکی اور قاضی صاحب نے نکاح کی کارروائی شروع ہی کی تھی کہ ولید خان کا سوبائل بجنے لگا اور کال ریسیو کی تو وہ سب بکواس سن کر وہ گلے میں پہنے ہار دور اچھالتا کھڑا ہو گیا اور نکاح سے صاف انکار کر دیا مصطفیٰ خان نے بہت منت سماجت کی مگر وہاں اب کسے پرواہ تھی، انجعی خان نے بھی ہر طرح سے سمجھانے کی کوشش کی مگر مقابل سمجھنا ہی نہ چاہے تو کوئی کیسے سمجھا سکتا ہے؟ وہاں موجود ہونے کی وجہ سے شافع نے بھی سارا تماشہ ملاحظہ کیا تھا اور برات واپس لوٹ گئی تھی، انجعی خان کی دادی نے اپنی بیٹی سے کہا کہ وہ رمزیٰ کو اپنی بہو بنا لے مگر وہ بھی صاف انکاری ہو گئیں کہ آنکھوں دیکھی مکھی نہیں نگل سکتیں۔

سب کچھ اپنے کانوں سے سنا اور آنکھوں سے مشام نے بھی دیکھا اور اس کے ذہن میں نہ جانے کیسے یہ خیال آ گیا اور وہ کسی کی پرواہ کیے بغیر مردان خانے میں آ گئی، اس پر پہلی نظر ابزیٰ خان کی پڑی اس نے بھائی سے کہا اور انجعی نے شافع سے اور وہ اٹھ کر باہر آیا اور اس کے کہنے پر اسے لئے باہر لان میں آ گیا مگر اسے امید نہیں تھی کہ وہ یہ سب کہے گی۔

''پلیز میشے، چپ کر جاؤ، تمہیں ان باتوں کی کچھ خبر نہیں ہے اس لئے ان معاملات میں مت الجھو۔'' اس نے سختی سے ٹوکا۔

''آپ سمجھ کیوں نہیں رہے بھا جان! رمزیٰ آپی ایسی نہیں ہیں۔'' وہ زور دے کر بولی۔

''اچھا تم انہیں جانتی ہی کتنا ہو؟'' طنزاً پوچھا۔

''میں ان کو نہیں جانتی مگر آج جو ہوا اس میں وہ بے قصور ہیں، میں نے خود انہیں فون پر بات کرتے سنا تھا۔'' اس نے اچانک سن لینے والی بات بتانا شروع کی۔

''آپ کیوں میرے پیچھے پڑ گئے ہیں؟ میں نے کیا بگاڑا ہے آپ کا؟ تھپٹر مارنے پر بھی آپ نے ہی مجبور کیا آپ مجھے کیوں تنگ کر رہے تھے؟ لیکن جس طرح آپ نے جعلی خط اور نقلی تصاویر کے ذریعے مجھے بدنام کرنے کی کوشش کی تھی مگر ناکام ہوئے آج بھی آپ کچھ نہیں کر پائیں گے۔'' اس نے یہ سب ایک ساتھ نہیں کہا تھا، مشام نے ایک سانس میں ہی بتایا کہ وہ صرف رمزیٰ کو سن رہی تھی ٹیلی فون کے اس پار شخص کی آواز نہیں، اس لئے وہ کیا کہہ رہا تھا وہ نہیں جانتی تھی۔

''میں نے یہ سب اس وقت بھی بتانا چاہا تھا مگر عنزیٰ آپی نے مجھے روک دیا، مگر آپ یقین



کریں وہ بہت اچھی ہیں اور بھا جان جو جھوٹا ہوتا ہے وہ کبھی نہیں روتا، آپ پلیز ان سے شادی کر لیں، آپ کے لئے ماں جان لڑکیاں دیکھ رہی ہیں کسی سے تو آپ شادی کریں گے نہ تو پھر رمزیٰ آپی سے ہی کر لیں، وہ دیکھنے میں بھی بہت پیاری سی ہیں ایک دم باربی ڈول کی طرح، نرم و نازک۔'' اس نے بھائی کے ہاتھ تھام لئے، اس نے بہن کو دیکھا اس کی آنکھوں میں نمی تھی، وہ حساس دل رکھنے والے درد مند لڑکی ہے، اندر ہوئی باتوں نے اسے کافی ہرٹ کر دیا ہے اسی لئے اس نے ایسا سوچا کیونکہ معصوم و سادہ حساس لوگ بے ضرر اور دوسروں کی تکلیف اپنے دل پر محسوس کرتے ہیں اور یہی اس کے ساتھ بھی ہوا، جو کچھ ہوا وہ پریشان کن تو اسے بھی لگا تھا مگر ایسا خیال نہیں آیا تھا جیسا کہ مشام کہہ رہی ہے۔

''بھا جان! رمزیٰ آپی سر کی بہن ہیں اور آپ سر پر بھروسہ کر سکتے ہیں تو ان کی بہن پر کیوں نہیں؟ میں جانتی ہوں آپ مجھے رابعہ کے گھر صرف اس کے بھائیوں کی وجہ سے نہیں بھیجتے، لیکن آپ نے انجعی سر کو مجھے پڑھانے پر مامور کیا، ان میں کچھ تو اچھائی ہو گی نہ جو آپ نے ایسا کیا؟ تو آپ پھر ان کی بہن پر کیوں بھروسہ نہیں کر سکتے؟ جبکہ میری پہچان بھی تو آپ سے ہے نہ، سب مجھے دیکھ کر یہی کہتے ہیں میں آپ کی شافع لغاری کی بہن ہوں، لوگ آپ کے کردار کے آئینہ میں میرا کردار اور میرے کردار کے آئینہ میں آپ کا کردار دیکھتے ہیں، جب میں غلط نہیں ہوں تو سر کی بہن کیسے غلط ہو سکتی ہیں وہ بھی اس صورت میں کہ سر خود ان پر ان کی پاکیزگی ان کے کردار پھر بھروسہ رکھتے ہیں کہ دنیا والے تو کچھ بھی کہہ دیتے ہیں انسان کی گواہی تو اس کے اپنے ہی دیتے ہیں اور رمزیٰ آپی کو نہ ان کی ماں خان اور نہ ہی دادی خانم برا سمجھتی ہیں، تو یقیناً ان میں کوئی برائی نہیں ہے اسی لئے تو اتنے سارے لوگ ان کے ساتھ ہیں، اگر ان میں برائی ہوتی تو کوئی بھی ساتھ نہیں دیتا کہ برے وقت میں سایہ بھی سب سے پہلے ساتھ چھوڑتا ہے۔'' آج اس نے شافع کو بے حد حیران کر دیا ہے کہ اسے آج سے قبل کہاں اندازہ تھا کہ اس کی بہن اتنی حساس اور سمجھدار ہو گی، وہ تو اسے بے وقوف ہی سمجھتا تھا مگر اس نے تو آج خود اس سے زیادہ عقلمندی و سمجھداری کا ثبوت دیا ہے۔

''میں کسی کو برا نہ کہہ رہا ہوں نہ سمجھتا ہوں کہ میں کچے کانوں کا نہیں ہوں اپنی سوجھ بوجھ سے چلتا ہوں اور تم جو کہہ رہی ہو اس پر عمل نہیں کر سکتا کہ تم وہ سب جذباتیت میں کہہ گئی ہو، اگر میں ایسا کرنے بھی لگوں تو شاید کہ کامیاب بھی نہ ہو پاؤں کہ زندگی جذباتیت و حساسیت کے سہارے نہیں گزرتی اور اس وقت شادی کا فیصلہ جذباتی فیصلہ ہو گا۔''

''بھا جان! آپ ماں جان سے بات کریں اگر ماں جان کو یہ سب ٹھیک لگے تو ٹھیک ہے ورنہ پھر میں آپ سے نہیں کہوں گی کہ آپ رمزیٰ آپی سے شادی کر لیں۔'' وہ جو ضد کر بیٹھتی تھی تو اس سے ایک انچ ہٹنے کو تیار نہیں ہوتی تھی اس نے ضد اور بحث کرتی بہن کو ایک نظر دیکھا اور اس کے کہے کے مطابق اس نے ماں کو فون ملایا کہ اسے یہی امید تھی کہ وہ منع کر دیں گی کہ اتنے اہم فیصلے یوں بے سوچے سمجھے جذباتی ہو کر لمحوں میں نہیں کیے جاتے، اس نے ساری تفصیل بتا کر مشام کے مشورے اور اس کی چند باتیں بھی ماں سے کہہ دیں۔

''میشے کا فیصلہ جذباتی ضرور ہے شافع مگر

دانشمندانہ بھی ہے، اس لئے مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے کہ میں انجبی کو اس کے بچپن سے جانتی ہوں جتنا بھروسہ تم پر کرتی ہوں اتنا ہی انجبی پر بھی کرتی ہوں اسی لئے اسے اپنی بچی کا ٹیوٹر رکھا، ہاں تم اگر اس بچی سے صرف انجبی کی بہن ہونے کے ناطے شادی کر سکتے ہو اور ساری زندگی نبھا بھی سکتے ہو تو تم انجبی سے بات کر لو کہ تم اس کی بہن سے شادی کرو گے، مگر یہ یاد رکھنا شافع کہ یہ فیصلہ دل و دماغ کی مکمل آمادگی سے کرنا کہ یہ فیصلہ زندگی کا سب سے اہم فیصلہ ہوتا ہے کہ ہم اگر میشے کی بتائی بات کی روشنی میں اس بچی کو صحیح مان لیں لیکن اگر یہ بات ہی آگے جا کر درست نہ نکلے تو تب تمہارا فیصلہ کیا ہوگا؟ اور کیا تم اتنے اعلیٰ ظرف ہو کہ ایک لڑکی کی عین شادی کی شام شادی ٹوٹ جانے کے بعد بھی اسے اپنا شریک سفر بناؤ اور ساری زندگی اس کے ساتھ پوری ایمانداری سے کسی بھی قسم کا شک دل میں لائے بغیر گزار سکتے ہو؟ ہاں تو تم یہ شادی کر لو میری دعائیں تمہارے ساتھ ہیں اور نہیں تو اس سب کو بھول جاؤ کہ وقتی طور پر تو ترس تو کوئی بھی کھا سکتا ہے، جذباتی ہو کر فیصلہ بھی کر سکتا ہے، مگر اپنے کیے فیصلے کی چاہے وہ عجلت میں لیا گیا ہو یا بہت سوچ بچار کے بعد، لاج رکھنا ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہوتی اور تم اگر آج یہ فیصلہ لیتے ہو تو میں تم پر اپنی پرورش پر فخر محسوس کروں گی۔'' راحیلہ لغاری نے اس پر نہ فیصلہ تھوپا نہ اسے فیصلہ لینے پر مجبور کیا، انہوں نے ساری حقیقت اور بعد کے ہونے والے عوامل کھول کر سامنے رکھ دیئے۔

''کیا کہا ماں جان نے؟'' سیل فون آف کرتے دیکھ کر بے قراری سے پوچھا۔

''منع کر دیا ہے۔'' جان چھڑانے کو کہا کہ وہ بے حد الجھ گیا تھا اس کو دیکھا اس کا چہرہ یکدم ہی مرجھا گیا، آنکھوں میں جھلملاتی امید دم توڑ گئی اور وہ مرے مرے قدموں سے اندر کی طرف بڑھ گئی۔

☆☆☆

''بابا خان! آپ کیوں پریشان ہوتے ہیں، ولید خان کوئی آخری شخص نہیں تھا، ہماری رمزیٰ کی شادی ایک بہت اچھے انسان سے ہوگی، آپ خدا سے اچھی امید رکھیں اور کوئی کچھ بھی کہتا رہے آپ کہنے دیں، آپ بس خود رمزیٰ پر بھروسہ رکھیں کہ اس نے کچھ غلط نہیں کیا ہے اس کا کردار آئینہ کی طرح شفاف ہے۔'' نکاح کے لئے آئے مہمان سرگوشیاں کرتے جانے کو کھڑے ہو گئے تو وہ نڈھال سے سر جھکائے بیٹھے باپ کے برابر بیٹھتے ہوئے بولا اور وہ فیصلہ جواب تک نہیں ہوسکا تھا وہ یکدم ہی ہو گیا۔

''ہم رمزیٰ پر یقین رکھتے ہیں، مگر یہی یقین سب کو کیسے دلائیں گے؟ برات لوٹ گئی، برادری والے جا رہے ہیں۔''

''انجبی! مجھے تجھ سے کچھ بات کرنی ہے۔'' مصطفیٰ خان کی بات ادھوری رہ گئی اس نے سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا اور اس کے باہر آنے کا اشارے پر اس کے پیچھے چلا آیا اور اس کے کہنے پر ہی واپس پلٹا اور سب مہمانوں کو دس منٹ مزید رکنے کا کہا اور پھر شافع کے پاس چلا آیا۔

''شافع! سب ٹھیک تو ہے نہ؟''

''میں رمزیٰ سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔'' اس کی بات کاٹ کر کہا اور وہ اس کا مدعا سن کر حیرت سے گنگ ہوتا بے یقینی سے اسے دیکھنے لگا۔

''تم جانتے بھی ہو شافع کہ کیا کہہ رہے ہو؟''

''ہاں اور تم اپنے بابا خان سے بات کر لو اگر انہیں اعتراض نہ ہو تو میں ابھی نکاح کرنے کو تیار ہوں۔''

''کیا کہہ رہے ہو شافع تم جانتے ہو کہ ابھی جو......؟''

''مجھے تمہاری بہن کو نہیں جانتا میں صرف تجھے جانتا ہوں اور میں رمزیٰ سے صرف اس لئے شادی کرنے کی بات کر رہا ہوں کہ وہ تیری بہن ہے اور تو بہن پر بھروسہ کرتا ہے اسے غلط نہیں مانتا یہی میرے لئے بہت ہے اور میں ماں جان سے بھی بات کر چکا ہوں انہیں بھی اعتراض نہیں ہے، ہاں اگر تجھے اپنی بہن غلط لگتی ہے تو صاف کہہ کہ میں صرف تیرے بھروسہ پر یہ شادی کرنا چاہتا ہوں اور مجھے اتنا تو تجھ پر اور تیری دوستی پر مان ہے کہ تو میرے ساتھ بددیانتی سے کام نہیں لے گا۔'' اس نے صاف بات کی لگی لپٹی رکھے بغیر۔

''ایسی ہی بات ہے نہ تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے اور تو اس وقت نکاح کر لے، ہاں اور اگر میری بہن کے کردار اس کی پاکیزگی میں رتی برابر بھی کمی پائے تو، تو اسے طلاق بعد میں دینا پہلے جھوٹ اور بددیانتی سے کام لینے پر میرا سر قلم کر دینا۔'' اس نے نہایت سنجیدگی و ٹھوس لہجے میں کہا اور اس کے بعد باقی کے مراحل بہت تیزی سے طے ہوتے گئے، رمزیٰ خان ایجاب و قبول کے بعد رمزیٰ شافع لغاری بن گئی، رمزیٰ کے گھر کے سب ہی افراد غیر معمولی سنجیدہ تھے ایک بس مشام ہی تھی جو بچوں کی طرح خوش تھی اور اس کا جوش اور خوشی اس کے انداز اور چہرے سے چھلکی جا رہی تھی، نکاح کے فوراً بعد کھانے کا سلسلہ شروع ہو گیا تو مشام کا منہ بن گیا اس نے کھانا بھی ڈھنگ سے نہیں کھایا اور جیسے اس کی خوشی چہرے سے چھلک رہی تھی خفگی بھی ظاہر ہونے لگی کہ اسے اپنے تاثرات چھپانے نہیں آتے۔

''مشام! کوئی بات ہو گئی ہے تم کھانا کیوں نہیں کھا رہیں؟'' عنزیٰ کو فکر ہوئی تھی۔

''نہیں، بس میں تھک گئی ہوں۔'' وہ تھوڑے سے نکالے ہوئے چاول یونہی چھوڑ کر اٹھ گئی۔

''آپی! میں کمرے میں جا رہی ہوں، مجھے نیند آ رہی ہے۔''

''مشام! کسی نے کچھ کہہ دیا ہے؟ ناراض ہو گئی ہو؟'' عنزیٰ کو فکر ہوئی کہ اب وہ اس کی بہن کی اکلوتی نند ہے اور یوں کھائے بغیر تو کوئی بھی اٹھتا تو انہیں فکر ہونی ہی تھی۔

''ہمارے ہاں ایسا نہیں ہوتا عنزیٰ آپی! نکاح کے بعد فوراً ہی کھانا سرو کیا گیا، تصویریں تک نہیں بنیں، میں اپنی فرینڈز کو کیا دکھاؤں گی جب وہ مجھے کہیں گی کہ میں اپنی بھابھی کی اپنے بھا جان کے نکاح کی تصاویر دکھاؤں، میرے پاس تو کوئی تصویر ہی نہیں ہوگی۔'' وہ منہ بنا کر ناراضگی کی وجہ بتاتی رکی نہیں کمرے میں چلی گئی کہ وہ عنزیٰ و رمزیٰ کے کمرے میں ہی ٹھہری ہوئی ہے، اس نے یہ سب انجبی خان کو بلا کر اس سے کہہ دیا۔

''ایسی بات ہے تو تم ماں خان سے میرا نام لے کر یہ سب کہہ دو کہ میں ایسا چاہتا ہوں اور رمزیٰ کو ڈرائینگ روم میں لے آؤ، مہمان تو جانا شروع ہو گئے ہیں، میں بابا خان سے بات کر کے کچھ تصویریں بنوا لیتا ہوں، میرے کمرے سے کیمرہ لے آنا۔'' اس نے فوراً ہی حل پیش کیا، نکاح تو ہو ہی چکا تھا اس لئے کسی کو بھی اعتراض نہیں ہوا، اب ویسے بھی صرف گھر والے ہی رہ گئے ہیں، دونوں شادی شدہ بہنیں جو ایک ہی گھر میں دو بھائیوں کے ساتھ بیاہی گئی ہیں وہ بھی اپنے شوہر و بچوں کے ساتھ واپس چلی گئی ہیں۔







WWW.PAKSOCIETY.COM

"یار! اس سب کی ضرورت نہیں ہے۔" شافع نے روکنا چاہا تو اس نے اصل بات بتا دی۔

"میشے بھی نہ، نت نئے خیال اسے ستاتے رہتے ہیں بٹ تم اس سب کو رہنے دو میں میشے سے بات......"

"تصاویر تو بنی ہی تھیں، ٹینشن میں ذہن سے ہی یہ سب نکل گیا اور اسی بہانے تم رمزیٰ کو بھی دیکھ لینا۔" اس نے خوشگوار لہجے میں کہا۔

"اب دیکھنے سے کیا ہوگا جناب! ہماری امانت تمہارے پاس ہے اور ماں جان جب چاہیں گی اپنی امانت کو آ کر رخصت کروا لیں گی چلو اچھا ہے تصویریں بن جائیں گی تو ماں جان اپنی بہو کے درشن کر لیں گی۔" انجبی خان اسے دیکھنے لگا وہ ہمیشہ کی طرح نرم خو اور سنجیدہ ہی لگا۔

"تھینکس، شافع! تمہارا یہ احسان......"

"احسان میں نے نہیں تم نے مجھ پر کیا ہے انجبی کہ تم نے میرا پرپوزل ایکسپٹ کیا، صرف تمہاری وجہ سے اتنی آسانی سے میری ترقی ہوئی ہے اور میں تو بیٹھے بٹھائے دولہا بن گیا، وہ کیا کہتے ہیں کہ ہلدی لگی نہ پھٹکری رنگ چوکھے کا چوکھا۔" اس نے انجبی کے لئے مخصوص کی ہوئی بے تکلفی سے کہا اور اس کو نارمل دیکھ اسے سکون سا محسوس ہوا۔

"میں دیکھتا ہوں کہ دیر کیوں ہو رہی ہے۔" اس نے نم ہو جانے والی آنکھیں دوست سے چھپائیں۔

"انجبی! ہم دوست تھے، ہیں اور رہیں گے، تو نے سالا بننے کی کوشش کی نہ تو الٹا لٹکا دوں گا۔" اس نے کاندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے تنبیہ کرتی نگاہوں سے دیکھا۔

"اور تو نے بھی بہنوئی بننے کی زیادہ کوشش کی نہ تو میں اس سے بھی زیادہ برا حشر کروں گا۔" وہ مسکرا کر بولا اور اس نے بے ساختہ ہی قہقہہ لگایا، اسی وقت عزیٰ اور مشام رمزیٰ کو دائیں بائیں سے تھامے چلی آئیں کہ وہ تو آنا ہی نہیں چاہ رہی تھی، سبز رنگ کے سوٹ میں سوگوار سی کافی اچھی لگ رہی تھی کہ وہ حسین تو ہی تھی سرخ ناک اور گلابی آنکھیں، ہلکے سے میک اپ سے اور سج گئی تھیں، ان کو دیکھ کر وہ شافع کو لے کر صوفوں تک آ گیا، رمزیٰ نے اسے بڑے صوفے پر بٹھا دیا تھا شافع لغاری اس کے پہلو میں بڑی شان سے ٹک گیا، مشام اس کے برابر بیٹھ گئی۔

"بھا جان! رمزیٰ آپی بہت پیاری ہیں نہ؟" چھوٹتے ہی سوال کیا وہ کیا جواب دیتا قدرے خفیف سا ہو گیا، ساتھ والے صوفے پر دادی خانم اور بابا خان بیٹھے تھے دونوں سنگل صوفوں پر ماں خان اور ابزیٰ خان براجمان تھے، عزیٰ نے کیمرہ انجبی خان کو دے دیا۔

"بتائیے نہ بھا جان! رمزیٰ آپی آپ کو کیسی لگیں؟" اس نے بھائی کا کندھا ہلایا۔

"تمہیں پسند آئی ہیں نہ تو مجھے کیسے بری لگ سکتی ہیں۔" اس نے سنجیدگی سے نرمی سے کہا اور خاموش رہنے کا اشارہ بھی ساتھ ہی کر دیا، دو سے کچھ تصویریں ان تینوں کی ساتھ لیں مشام نے پھر عزیٰ کو بھی بلا لیا وہ رمزیٰ کے برابر بیٹھ گئی، پھر کتنی ہی تصویریں صرف ان دونوں کی اس نے اپنے کیمرے سے کھینچ لیں۔

"رمزیٰ کی سنگل تصویریں بھی بنائیں، میں ساری تصویریں ماں جان کو دکھاؤں گی۔" اس نے جوش سے اپنا ارادہ بتایا۔

"تم اگر رمزیٰ سے بات کرنا چاہتے ہو تو۔" انجبی نے شافع سے کہا۔

"ارے نہیں یار! کیا مجھے جانتے نہیں ہو، میں اس ٹائپ کا انسان ہی نہیں ہوں اور سچ کہوں تو فی الحال کوئی بات کرنے کو بھی نہیں ہے، کچھ وقت گزرنے دو، سب خود بخود سیٹ ہو جائے گا، فی الحال سونے جا رہا ہوں، تھک گیا ہوں اور ایک بات اب تک میں صرف تیری خوشی کے لئے ٹھہر گیا تھا مگر اب مزید نہیں، اس لئے میں صبح ہی ہوٹل شفٹ ہو جاؤں گا، اکس مائی ریکوئسٹ ٹو یو، تو کوئی آبجیکشن نہیں لگائے گا۔" اس کو منہ کھولتے دیکھ کر نرمی سے کہا۔

"اچھا صبح کی صبح دیکھی جائے گی اور میں بابا خان سے بات کروں گا، اگر انہیں تمہارے جانے پر اعتراض نہ ہوا تو تم چلے جانا۔"

"وہ تو ٹھیک ہے۔" کہتا انجبی خان کے کمرے میں آ گیا رات کے گیارہ بج گئے تھے اس نے راحیلہ لغاری کو کال ملائی، انہیں وہ نکاح سے قبل آگاہ کر چکا تھا باقی کی تفصیل بھی بتا دی اور انہوں نے بھی یہی کہا کہ وہ ہوٹل شفٹ ہو جائے اور وہ اپنی سیٹ کنفرم کروا کے اسے انفارم کریں گی۔

☆☆☆

جس دن سے وہ آئے تھے کھانے و ناشتہ کی ٹیبل پر صرف گھر کے مرد ہی ہوتے تھے اب سب ہی موجود تھے، سوائے رمزیٰ کے کہ ٹینشن و گھبراہٹ سے اسے بخار ہو گیا ہے وہ عزیٰ سے بات بھی صرف مشام کی وجہ سے نہیں کر سکی تھی کہ وہ تو اس نکاح پر بھی راضی نہیں تھی اسے انجبی خان نے یہ کہہ کر راضی کیا تھا کہ "رمزیٰ جو ہو رہا ہے اسے نصیب کا لکھا سمجھ کر قبول کر لو اور شافع لغاری دیکھنا تمہارے حق میں بہت اچھا ثابت ہوگا، شافع اعلیٰ کردار و اعلیٰ سوچ کا حامل شخص ہے۔"

"لیکن لالہ خان! کیا وہ مجھ پر اعتبار کر سکیں گے؟"

"ہاں تم اعتبار دو گی تو کیوں نہیں کرے گا، دیکھو رمزیٰ حقیقت اچھی ہو یا بری وہ سامنے آ کر رہتی ہے اس لئے فضول کی ٹینشن نہ لو۔" اس نے بہن کے سر پر ہاتھ رکھا تو وہ بلک بلک کر رو دی، عزیٰ نے اسے بمشکل چپ کروایا تھا اس نے نکاح نامے پر ہزار خدشوں اور الجھنوں کے ساتھ دستخط کیے اور ظاہر ہے یہ خدشات وقت کے ساتھ ساتھ بڑھنے تھے یا ختم ہو جانے تھے۔

☆☆☆

ناشتہ کے بعد مشام نے گھومنے جانے کا اعلان کر دیا، ان کو گائیڈ کرنے کا انجبی خان کو جا ہی رہا تھا اس نے عزیٰ کو بھی راضی کر لیا، رمزیٰ کو بخار نہ ہوتا تو وہ اسے بھی ساتھ ضرور لے کر جاتی وہ لوگ بھرپور دن گزار کر شام گئے تک گھر لوٹے ہوٹل شفٹ ہونے کے لئے مصطفیٰ خان نے سختی سے منع کر دیا تھا تو شافع لغاری نہ چاہتے ہوئے بھی محض ان کے احترام میں خاموش ہو گیا، تین دن بعد راحیلہ لغاری بہو کے لئے ڈھیر سارے کپڑے اور زیورات وغیرہ لے کر چلی آئیں، انہیں بھی گلابی رنگت والی، نرم و نازک سی بڑی بڑی آنکھوں والی رمزیٰ بہت پسند آئی، ان لوگوں کا تو سال کے بعد رخصتی کا پروگرام تھا مگر راحیلہ لغاری تو کافی عرصے سے بیٹے کے لئے لڑکی ڈھونڈ رہی تھیں اور جلد سے جلد شادی کرنا چاہتی تھیں، وہ محض دو ماہ بعد کی رخصتی کی تاریخ لے کر ہی کراچی لوٹیں اور پھر دو ماہ تو پلک جھپکتے میں ہی گزر گئے اور رمزیٰ رخصت ہو کر "لغاری پیلس" میں چلی آئی، دو ماہ میں شافع لغاری کے جذبات بھی آنچ دینے لگے تھے کہ ڈیرہ غازی خان سے واپسی سے قبل لاسٹ پکنک میں رمزیٰ بھی ساتھ تھی اور اسے بھی وہ کافی اچھی لگی تھی، رمزیٰ کافی ڈری ہوئی اور خدشات کا شکار تھی لیکن شافع

لغاری کا نارمل پیار بھرا انداز و لہجہ اسے مطمئن کر گیا۔

''آپ مجھ پر ہمیشہ بھروسہ رکھیے گا شافع، کہ نہ میں نے پہلے کبھی کچھ غلط کیا نہ آئندہ کروں گی۔'' رخساروں پر آنسو روانی سے گرنے لگے۔

''تم نے آج سے قبل کیا کیسی زندگی گزاری؟ میں تم سے جواب طلبی نہیں کر سکتا، ہاں آج کے بعد کی زندگی میں جواب طلبی کا میں بھی حق رکھتا ہوں اور تم بھی، جو ہوا اسے بھول جاؤ، یہ بھی بھول جاؤ کہ ہماری شادی کیسے حالات میں کس وجہ سے ہوئی، ہم دونوں نے ایک دوسرے کو اعتبار دینا ہے اور تا زندگی اسے قائم بھی رکھنا ہے اور مجھے اپنے فیصلے پر اتنا تو یقین ہے کہ مجھے کبھی پچھتانا نہیں پڑے گا اور ایسا صرف اپنے عمل سے ہی نہیں تمہیں بھی اپنے عمل سے بنانا ہوگا۔'' اس کے آنسو صاف کیے تھے۔

''اماں جان کہتی ہیں لڑکی کی حیا اس کے لفظوں، عمل، لباس سے زیادہ اس کی آنکھوں سے جھلکتی ہے اور میری بیوی کی آنکھوں میں شرم و حیا اور سچائی میں صاف دیکھ رہا ہوں اور جس آنکھ میں حیا ہو وہ کبھی بھٹک نہیں سکتیں۔'' اس کی لرزتی پلکوں کو بغور دیکھتے ہوئے دل ہی دل میں خود سے مخاطب ہوا اور وہ اس کی نگاہوں سے بے حد کنفیوژ ہو گئی تھی اور لب کچلتے ہوئے نادانستگی میں لاشعوری طور پر کچھ پیچھے ہوئی تھی کہ اس کی محویت چوڑیوں کی چھنک پائل کی جھنکار پر ٹوٹی اور وہ اس کے دور ہونے کی ہر کوشش کو ناکام بنا گیا۔

☆☆☆

''عنزیٰ! میں اب نہیں جا سکتی ہوں، وہاں وہ خبیث شخص بھی ہوگا، تعلیم حاصل کرنا ڈاکٹر بننا میرا خواب ہے، مگر خوابوں کو تکمیل تک پہنچانے کے لئے میں زندگی کی سچائیوں کو گہن نہیں لگا سکتی، شافع مجھ سے محبت کرتے ہیں، مجھ پر بھروسہ کرتے ہیں کہ انہوں نے مجھ سے شادی بہت کچھ نظر انداز کر کے کی اور اب میری کوشش یہی ہے کہ میں ان راستوں پر ہی نہ چلوں جو مجھے کسی مشکل میں ڈال دیں، میں نے کچھ غلط نہیں کیا تھا مگر میں معتوب ٹھہرائی گئی، شافع نے اس وقت میرا ہاتھ تھاما جب میری سگی پھپھو نے اپنانے سے انکار کر دیا تھا، اس نے جیسے ولید خان کو میرے خلاف بھڑکایا اس نے ایسا ہی شافع کو بھڑکانے کی کوشش کی تو میں تو جیتے جی مر جاؤں گی، شافع کو کیسے اپنی بے گناہی کا ثبوت دوں گی کہ اول پہلے تو بابا خان اور ماں خان بھی میرے خلاف ہو گئے تھے، اپنوں کی غلط فہمی وشک تو دیر بدیر ختم ہو جاتا ہے لیکن میاں بیوی کے رشتے میں شک آ جائے تو ان کا رشتہ قائم نہیں رہ پاتا اور قائم رہتا بھی ہے تو بہت کمزور و بودا ہو جاتا اور میں شافع کے ساتھ ایک مکمل ہر شک سے پاک ازدواجی زندگی گزارنا چاہتی ہوں اور اس کے لئے مجھے سب سے پہلے ان راستوں کو ترک کرنا ہوگا جو کچھ نہ کرنے کے باوجود بھی بدنامی و رسوائی کے راستے پر لے گئے تھے۔'' عنزیٰ کو وہ دو ہفتوں سے ٹال رہی تھی مگر کب تک ایسا کرتی تھی اس لئے اس نے آج اس کو صاف صاف دل کی بات بتا ہی دی، عنزیٰ کچھ کہہ رہی تھی کہ رمزیٰ کی نگاہ دروازے میں ایستادہ شافع لغاری پر پڑی تو اس نے فوراً ہی اسے خدا حافظ کہہ دیا۔

''انہوں نے کہیں میری باتیں سن تو نہیں لیں۔'' ذہن میں کوندا سا لپکا اور تھوڑی ہی دیر میں خیال کی تصدیق ہو گئی۔

''تم کل سے کالج جانا۔'' شوز اتارتے ہوئے بولا اور اس کا کوٹ ہینگ کرتی رمزیٰ چونک کر اس کو دیکھنے لگی۔



''میں صرف تم پر بھروسہ کرنے کی کوشش کر رہا ہوں رمزیٰ، کہ میں تم پر بھروسہ کرتا ہوں اور اس شخص کی حقیقت بھی جانتا ہوں کہ وہ قماش کا انسان ہے اور کسی برے انسان کی لی سے ڈر کر اپنا مستقبل خراب کرنا غیر ندی ہے اس لئے تم کل سے کالج جانا شروع رو، اگر وہ تمہیں تنگ کرنے کی کوشش کرے تو بتا دینا باقی سب میں خود ہینڈل کر لوں گا اس ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے، میں اب اتنا کمزور نہیں ہوں کہ اپنی بیوی کی حفاظت بھی نہ سکوں۔'' وہ دھیمے سے بولا تو اس کے آنسو نے لگے، شافع نے ہاتھ بڑھا کر اسے خود قریب کر لیا اور وہ اس کے سینے میں منہ چھپائے بلک اٹھی۔

''آپ مجھ پر بھروسہ کرتے ہیں یہ ہی رے لئے بہت ہے، میں آپ کا اعتبار کبھی نہیں ٹنے دوں گی۔'' ہچکیوں کے درمیان بولی تھی۔

''او کے، او کے اب جاؤ اور میرے لئے ئے لے آؤ میں جب تک فریش ہو جاتا ہوں، ے ڈنر باہر کریں گے۔'' مسکرا کر اس کے آنسو ھے اور اس کی صبیح پیشانی چوم لی اور وہ حیا سے چلتی دور ہوئی تو وہ قہقہہ لگا بیٹھا۔

☆☆☆

رمزیٰ نے کالج جانا شروع کر دیا، شروع ں تو وہ نظر نہیں آیا اور ایک ہفتہ بعد پتہ چلا کہ وہ ٹل میں ہے اس نے جلد ہی کسی اور لڑکی کو اپنا ور نظر بنا لیا، اس کی بدقسمتی تھی کہ وہ لڑکی بھی یف تھی اس کے جھانسے میں نہ آئی اس نے نے فادر کو بتا دیا، اس کے فادر کی بہت اوپر تک ح تھی، انہوں نے پہلے تو اسے حوالات کی سیر روائی اور وہ تو تھا ہی سارے غلط کاموں میں ث، بری طرح پھنس گیا اس کی بیل بھی نہیں ہو پا رہی تھی، جیل سے بھاگنے کی کوشش میں وہ اپنی ٹانگ تڑوا بیٹھا، فی الحال ہاسپٹل میں تھا اس کے بعد جیل جائے گا کہ اس کے نئے پرانے سارے کھاتے کھل گئے ہیں سزا ملنی یقینی ہی تھی کہ جرم کے ہاتھ کتنے ہی لمبے کیوں نہ ہو جائیں بالآخر انہیں کٹنا ہی ہوتا ہے۔

☆☆☆

''کیا بات ہے بھئی، آج بہت خوش لگ رہی ہوں۔'' پورے ایک ماہ بعد اس کے چہرے پر سچی خوشی کا عکس دیکھ کر وہ پوچھے بنا نہیں رہ سکا۔

''میں صرف خوش لگ رہی نہیں ہوں شافع، میں واقعی بہت خوش ہوں، اتنی زیادہ کہ لفظوں میں بتا تک نہیں سکتی۔'' وہ کھنکتے ہوئے لہجے میں بولی۔

''ایسی کیا بات ہے کچھ مجھے بھی تو پتہ چلے؟'' آستین فولڈ کرتا وہ بیڈ پر دراز ہو گیا اور اس کے اشارے پر وہ بھی قریب آ بیٹھی۔

''شافع، وہ واثق کو پولیس نے اریسٹ کر لیا ہے اور اس کو سزا بھی ملے گی اور میں اسی لئے بہت خوش ہوں۔'' اس کی اندرونی خوشی لہجے و چہرے سے عیاں ہونے لگی اور اس نے جوش سے ساری تفصیل بتا دی۔

''بری بات رمزیٰ یوں کسی کی پریشانی پر خوش نہیں ہوتے، اللہ ناراض ہوتا ہے۔'' سرزنش کرنا چاہی۔

''آئی نو بٹ میں واقعی بہت خوش ہوں کہ اسے اس کے کیے کی سزا کچھ مل گئی ہے اس نے مجھے بہت تنگ کیا ہے، اس نے جو جعلی خط بابا خان کو دیئے تھے میں اگر اس سب کو بھول بھی جاؤں تو لیکن نکاح ٹوٹنے پر بابا خان کو جو انسلٹ برداشت کرنا پڑی، ماں خان کو اپنی اوڑھنی کسی کے قدموں میں ڈالنا پڑی اس سب کو میں چاہ کر




www.paksociety.com

بھی نہیں بھول سکتی، خدا گواہ ہے شافع کہ میں نے اس شخص کو کبھی بددعا نہیں دی، اس نے جو مجھے میرے اپنوں کی نظروں سے گرانے کی کوشش کی اس کے بعد بھی میں نے اس کا برا نہیں چاہا، مگر جب اس کی وجہ سے میرے بابا خان کو سر جھکا کر نظریں چرا کر بات کرنا پڑی، میری ماں خان کو ہاتھ جوڑنے پڑے، اس سب کے بعد بھی میں بددعا تو نہیں دے سکی ہاں میرے دل سے آہ ضرور نکلی تھی آج جب سے اس کے بارے میں سنا ہے دل و دماغ میں اطمینان سا اترتا محسوس کر رہی ہوں۔" اس کی آنکھوں سے اشک رواں ہو گئے۔

"ریلیکس رمزیٰ اور اس سب کو بھول جاؤ کہ اللہ معاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے اور وہ شخص چاہے کتنا برا کیوں نہ ہو ان کی بھی ماں بہنیں ہوں گی جو اس کے لئے آزردہ ہوں گی۔"

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں اور اس طرح کسی کی بربادی پر بھی تو خوش نہیں ہونا چاہیے لیکن میں بھی کیا کروں اتنے ماہ سے صرف اندرونی کشمکش و ٹینشن کی وجہ سے میں کھل کر ہنس نہیں سکی، خوش تک نہیں ہو سکی، سر سے بلا ٹلتی محسوس ہوئی تو اطمینان سا نصیب ہوا کہ اس کے خوف سے تو میں بہت عرصے سے پرسکون نیند میں سو نہیں سکی، شافع لوگ کیوں دوسروں کو اس طرح تنگ کر کے مزہ حاصل کرتے ہیں؟ یہ کیوں بھول جاتے ہیں کہ وہ کچھ بھی جو کر رہے ہیں اس کی پکڑ بھی ہو سکتی ہے، ایک ذات ایسی بھی ہے جو سب جانتی ہے اور اس کی رسی جتنی دراز ہوتی ہے اتنی ہی تیزی سے سمیٹ بھی لی جاتی ہے۔" وہ یکدم کہتے کہتے اپ سیٹ ہو گئی۔

"ہم بندے ناسمجھ ہو کر خود کو عقل کل سمجھتے ہیں، اپنی معمولی سی طاقت کو بہت زیادہ سمجھ لیتے ہیں، برائی کے راستے پر اتنی تیزی سے چلتے ہ کہ اچھائی کا راستہ ہی کھو بیٹھتے ہیں، اس لئے وقت ہمیں صراط مستقیم پر چلتے رہنے کی دعا کر چاہیے۔" وہ نہایت نرمی و حلاوت سے بولا اور یک ٹک اسے دیکھنے لگی۔

"ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟" ناک دبا پوچھا۔

"آپ بہت اچھے ہیں شافع!" اس کہنے پر وہ گڑبڑا گئی اسے دیکھا وہ بھی اسے دیکھ رہی تھا اور اس کے سرخ چہرے کو دیکھ کر بے ساختہ قہقہہ لگا گیا تو وہ کنفیوژ ہو گئی۔

"فریش ہو کر جلدی سے آ جائیں، عابدہ سے کھانا لگوا رہی ہوں۔" اس کی نظرو سے گھبرا کر اس نے فرار ہونے میں ہی عافیت جانی۔

"تم بھی بہت زیادہ اچھی ہو، وہ میشے کہتی ہے، بہت پیاری ہو ایک دم باربی ڈول طرح نرم و نازک۔" جاتی ہوئی رمزیٰ کی کلا تھام کر اس کو خود سے نزدیک کر کے شرارت بولا اور وہ بری طرح جھینپ کر ہاتھ چھڑا کمرے سے ہی بھاگ گئی اور وہ اس کی اس ادا نثار ہوتا اس کے پیچھے ہی کمرے سے نکل آیا دھ سے گنگناتے ہوئے۔

دل نے کیسی حرکت کی<br>
پہلی بار محبت کی<br>
آخری بار محبت کی

☆☆☆

"میں آپ سے بات نہیں کر رہی، مجھ آپ ڈسٹرب نہ کریں۔"

"ناراض ہو؟" وہ بیزاری سے بولی اتنے ہی پیار سے پوچھ رہی تھی۔

"ہاں، لیکن آپ کو اس سے کیا، کسی کو میر



واہ ہی نہیں ہے، سب کو اپنی اپنی مصروفیات ما۔" وہ منہ پھلا کر بولی۔

"آئی ایم سوری میشے کہ میں تمہیں بالکل م نہیں دے پائی، بٹ میں بھی کیا کروں، نیورسٹی سے جب آتی ہوں تو تم اکیڈمی چلی تی ہو۔"

"مگر جب آتی ہوں تو آپ کچن میں مروف ہوتی ہیں، اس کے بعد آپ کو پھر پڑھنا دنا ہے اتنا پڑھ کر کیا کریں گی، شادی ہو گی اب آپ کی؟" وہ بہت چڑی ہوئی ہے کیونکہ رمزیٰ کے آنے سے وہ بہت خوش تھی، رمزیٰ بھی اسے ادنی وقت دیتی تھی، یونیورسٹی اسٹارٹ ہو گئی تو وہ نظر انداز ہو گئی راحیلہ لغاری کی بھی طبیعت ٹھیک ہیں تھی، اس نے بیوی اور بہو کا فرض پہلے نبھانا ہے، تعلیم کو وقت بعد میں دینا ہے کہ وہ اپنے شوق ور مستقبل کے لئے فرائض سے پہلو تہی نہیں کر سکتی، مگر اس سب میں مشام نظر انداز ہو گئی ہے کہ وہ چاہتی ہے کہ رمزیٰ اس کے ساتھ کرکٹ، تو بھی بیڈمنٹن کھیلے، نہیں تو لان میں واک ہی کر لے اور وہ اپنے ٹائیٹ شیڈول میں سے اس طرح کی ایکٹی ویٹیز کے لئے تو وقت نہیں نکال سکتی، مگر اس کی خوشی کے لئے کبھی کبھار یہ سب بھی کر لیتی ہے۔

"آئی ایم سوری میشے کہ میں تمہیں بالکل ٹائم نہیں دے پائی۔"

"سوری سے کام نہیں چلے گا۔"

"او کے میڈم جو سزا دیں گی وہ مجھے قبول ہو گی۔" اس نے مسکراتے ہوئے سرینڈر کیا کہ وہ اسے کچھ وقت تو دے ہی سکتی تھی چھٹیاں ہو گئی ہیں۔

"بھا جان! کی اس سنڈے برتھ ڈے ہے مجھے ان کے لئے گفٹ لینا ہے، ماں جان کی طبیعت خراب ہے تو وہ ساتھ نہیں جا سکتیں، بھا جان کو میں لے جا نہیں سکتی، اس لئے آپ میرے ساتھ چلیں کہ گفٹ تو آپ نے بھی لینا ہو گا۔" وہ کچھ دیر تو کچھ بول ہی نہ سکی کہ اسے تو شافع کی برتھ ڈے کا علم ہی نہ تھا اور میشے کے ساتھ جانے کا مطلب ہے پورا دن خراب کرنا کہ وہ بہت مشکل سے کوئی چیز پسند کرتی ہے، مگر منع تو کر نہیں سکتی کہ گفٹ تو اسے بھی لینا ہی ہو گا۔

"ماں جان سے پوچھ لو، اگر انہوں نے جانے کو کہہ دیا تو چلیں گے۔" وہ اتنا سن کر جوش میں اٹھی اور جا کر ماں جان سے اجازت لی اور شافع لغاری کو فون کر دیا، پچیس منٹ بعد اس نے ان دونوں کو پک کر لیا۔

"شافع! آپ بھی ساتھ چلیے نہ میں ایسے کبھی شاپنگ پر نہیں گئی ہوں، منع کرتی تو میشے نے ناراض ہو جانا تھا اور آپ ساتھ ہوں گے تو وہ کچھ جلدی خرید لے گی۔" اس نے اپنی الجھن شافع سے کہی کہ وہ اپنا وقت ضائع نہیں کرنا چاہ رہی تھی اور وہ اس کی رونی صورت دیکھ زیر لب مسکرا دیا۔

"آپ میری بہن کے ساتھ بائے فورس جا رہی ہیں، میں ناراض ہونے بلکہ آپ کو ڈانٹنے کا پروگرام رکھ لوں۔" سیاہ چادر کے ہالے میں جگمگاتے اس نے گلابی چہرے کو والہانہ نگاہوں سے دیکھ کر ازراہ شرارت کہا۔

"بعد کے لئے اٹھا رکھیں، ابھی میرے پاس بالکل وقت نہیں ہے۔" اس نے عجلت میں کہنے پر وہ بے ساختہ قہقہہ نہ روک سکا اور وہ جھینپ کر آگے بڑھ گئی، شافع نے بھی کہہ دیا کہ اسے ایک گھنٹہ بعد ضروری کام سے کہیں جانا ہے، اس لئے اگر وہ فارغ نہ ہوں تو ٹیکسی سے چلی جائیں اور اس کے بعد تو اسے بھی مانتے ہی بنی

بھی نہیں بھول سکتی، خدا گواہ ہے شافع کہ میں نے اس شخص کو کبھی بد دعا نہیں دی، اس نے جو مجھے میرے اپنوں کی نظروں سے گرانے کی کوشش کی اس کے بعد بھی میں نے اس کا برا نہیں چاہا، مگر جب اس کی وجہ سے میرے بابا خان کو سر جھکا کر نظریں چرا کر بات کرنا پڑی، میری ماں خان کو ہاتھ جوڑنے پڑے، اس سب کے بعد بھی میں بد دعا تو نہیں دے سکی ہاں میرے دل سے آہ ضرور نکلی تھی آج جب سے اس کے بارے میں سنا ہے دل و دماغ میں اطمینان سا اترتا محسوس کر رہی ہوں۔'' اس کی آنکھوں سے اشک رواں ہو گئے۔

''ریلیکس رمزی اور اس سب کو بھول جاؤ کہ اللہ معاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے اور وہ شخص چاہے کتنا برا کیوں نہ ہو ان کی بھی ماں بہنیں ہوں گی جو اس کے لئے آزردہ ہوں گی۔''

''آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں اور اس طرح کسی کی بربادی پر بھی تو خوش نہیں ہونا چاہیے لیکن میں بھی کیا کروں اتنے ماہ سے صرف اندرونی کشمکش و ٹینشن کی وجہ سے میں کھل کر ہنس نہیں سکی، خوش تک نہیں ہو سکی، سر سے بلا ٹلتی محسوس ہوئی تو اطمینان سا نصیب ہوا کہ اس کے خوف سے تو میں بہت عرصے سے پرسکون نیند میں سو نہیں سکی، شافع لوگ کیوں دوسروں کو اس طرح تنگ کر کے مزہ حاصل کرتے ہیں؟ یہ کیوں بھول جاتے ہیں کہ وہ کچھ بھی جو کر رہے ہیں اس کی پکڑ بھی ہو سکتی ہے، ایک ذات ایسی بھی ہے جو سب جانتی ہے اور اس کی رسی جتنی دراز ہوتی ہے اتنی ہی تیزی سے سمیٹ بھی لی جاتی ہے۔'' وہ یکدم کہتے کہتے اپ سیٹ ہو گئی۔

''ہم بندے ناسمجھ ہو کر خود کو عقل کل سمجھتے ہیں، اپنی معمولی سی طاقت کو بہت زیادہ سمجھ لیتے ہیں، برائی کے راستے پر اتنی تیزی سے چلتے ہیں کہ اچھائی کا راستہ ہی کھو بیٹھتے ہیں، اس لئے ہر وقت ہمیں صراط مستقیم پر چلتے رہنے کی دعا کرنا چاہیے۔'' وہ نہایت نرمی و حلاوت سے بولا اور وہ یک ٹک اسے دیکھنے لگی۔

''ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟'' ناک دبا کر پوچھا۔

''آپ بہت اچھے ہیں شافع!'' اس کے کہنے پر وہ گڑبڑا گئی اسے دیکھا وہ بھی اسے دیکھ رہی تھا اور اس کے سرخ چہرے کو دیکھ کر بے ساختہ قہقہہ لگا گیا تو وہ کنفیوژ ہو گئی۔

''فریش ہو کر جلدی سے آ جائیں، میں عابدہ سے کھانا لگوا رہی ہوں۔'' اس کی نظروں سے گھبرا کر اس نے فرار ہونے میں ہی عافیت جانی۔

''تم بھی بہت زیادہ اچھی ہو، وہ میشے کہتی ہے، بہت پیاری ہو ایک دم باربی ڈول کی طرح نرم و نازک۔'' جاتی ہوئی رمزی کی کلائی تھام کر اس کو خود سے نزدیک کر کے شرارت سے بولا اور وہ بری طرح جھینپ کر ہاتھ چھڑا کر کمرے سے ہی بھاگ گئی اور وہ اس کی اس ادا پر نثار ہوتا اس کے پیچھے ہی کمرے سے نکل آیا دھیمے سے گنگناتے ہوئے۔

دل نے کیسی حرکت کی ہے
پہلی بار محبت کی ہے
آخری بار محبت کی ہے

☆☆☆

''میں آپ سے بات نہیں کر رہی، مجھے آپ ڈسٹرب نہ کریں۔''

''ناراض ہو؟'' وہ بیزاری سے بولی وہ اتنے ہی پیار سے پوچھ رہی تھی۔

''ہاں، لیکن آپ کو اس سے کیا، کسی کو میری



پروا ہی نہیں ہے، سب کو اپنی اپنی مصروفیات ہیں۔'' وہ منہ پھلا کر بولی۔

''آئی ایم سوری میشے کہ میں تمہیں بالکل ٹائم نہیں دے پائی، بٹ میں بھی کیا کروں، یونیورسٹی سے جب آتی ہوں تو تم اکیڈمی چلی جاتی ہو۔''

''مگر جب آتی ہوں تو آپ کچن میں مصروف ہوتی ہیں، اس کے بعد آپ کو پھر پڑھنا ہوتا ہے اتنا پڑھ کر کیا کریں گی، شادی ہو گی اب آپ کی؟'' وہ بہت چڑی ہوئی ہے کیونکہ رمزی کے آنے سے وہ بہت خوش تھی، رمزی بھی اسے کافی وقت دیتی تھی، یونیورسٹی اسٹارٹ ہو گئی تو وہ نظر انداز ہو گئی راحیلہ لغاری کی بھی طبیعت ٹھیک نہیں تھی، اس نے بیوی اور بہو کا فرض پہلے نبھانا ہے، تعلیم کو وقت بعد میں دینا ہے کہ وہ اپنے شوق اور مستقبل کے لئے فرائض سے پہلو تہی نہیں کر سکتی، مگر اس سب میں مشام نظر انداز ہو گئی ہے کہ وہ چاہتی ہے کہ رمزی اس کے ساتھ کرکٹ، تو کبھی بیڈ منٹن کھیلے، نہیں تو لان میں واک ہی کر لے اور وہ اپنے ٹائیٹ شیڈول میں سے اس طرح کی ایکٹی ویٹیز کے لئے تو وقت نہیں نکال سکتی، مگر اس کی خوشی کے لئے کبھی کبھار یہ سب بھی کر لیتی ہے۔

''آئی ایم سوری میشے کہ میں تمہیں بالکل ٹائم نہیں دے پائی۔''

''سوری سے کام نہیں چلے گا۔''

''او کے میڈم جو سزا دیں گی وہ مجھے قبول ہو گی۔'' اس نے مسکراتے ہوئے سرینڈر کیا کہ وہ اسے کچھ وقت تو دے ہی سکتی تھی چھٹیاں ہو گئی ہیں۔

''بھا جان! کی اس سنڈے برتھ ڈے ہے مجھے ان کے لئے گفٹ لینا ہے، ماں جان کی طبیعت خراب ہے تو وہ ساتھ نہیں جا سکتیں، بھا جان کو میں لے جا نہیں سکتی، اس لئے آپ میرے ساتھ چلیں کہ گفٹ تو آپ نے بھی لینا ہو گا۔'' وہ کچھ دیر تو کچھ بول ہی نہ سکی کہ اسے تو شافع کی برتھ ڈے کا علم ہی نہ تھا اور میشے کے ساتھ جانے کا مطلب ہے پورا دن خراب کرنا کہ وہ بہت مشکل سے کوئی چیز پسند کرتی ہے، مگر منع تو کر نہیں سکتی کہ گفٹ تو اسے بھی لینا ہی ہو گا۔

''ماں جان سے پوچھ لو، اگر انہوں نے جانے کو کہہ دیا تو چلیں گے۔'' وہ اتنا سن کر جوش میں اٹھی اور جا کر ماں جان سے اجازت لی اور شافع لغاری کو فون کر دیا، پچیس منٹ بعد اس نے ان دونوں کو پک کر لیا۔

''شافع! آپ بھی ساتھ چلیے نہ میں ایسے کبھی شاپنگ پر نہیں گئی ہوں، منع کرتی تو میشے نے ناراض ہو جانا تھا اور آپ ساتھ ہوں گے تو وہ کچھ جلدی خرید لے گی۔'' اس نے اپنی الجھن شافع سے کہی کہ وہ اپنا وقت ضائع نہیں کرنا چاہ رہی تھی اور وہ اس کی رونی صورت دیکھ زیر لب مسکرا دیا۔

''آپ میری بہن کے ساتھ بائے فورس جا رہی ہیں، میں ناراض ہونے بلکہ آپ کو ڈانٹنے کا پروگرام رکھ لوں۔'' سیاہ چادر کے ہالے میں جگمگاتے اس نے گلابی چہرے کو والہانہ نگاہوں سے دیکھ کر از راہ شرارت کہا۔

''بعد کے لئے اٹھا رکھیں، ابھی میرے پاس بالکل وقت نہیں ہے۔'' اس نے عجلت میں کہنے پر وہ بے ساختہ قہقہہ نہ روک سکا اور وہ جھینپ کر آگے بڑھ گئی، شافع نے بھی کہہ دیا کہ اسے ایک گھنٹہ بعد ضروری کام سے کہیں جانا ہے، اس لئے اگر وہ فارغ نہ ہوں تو ٹیکسی سے چلی جائیں اور اس کے بعد تو اسے بھی مانتے ہی بنی

کہ رکشہ ٹیکسی میں اس نے سفر کبھی نہیں کیا اور نہ ہی ایسا کوئی ارادہ ہے، اس نے بہت جلدی کر کے بھی دو گھنٹے لگا دیئے رمزیٰ بری طرح تھک گئی تھی کہ وہ شادی کے بعد ہی دوسری دفعہ شاپنگ مال میں آئی ہے، شادی سے قبل تو کبھی گئی ہی نہیں تھی، رمزیٰ نے شافع کے لئے پرفیوم اور ایک شرٹ لی تھی جبکہ مشام نے کف لنکس اور ٹائی کے ساتھ ٹائی پن بھی لی تھی، شافع کی برتھ ڈے کی شام انہوں نے سرپرائز پارٹی ارینج کر لی تھی، جس میں عزیٰ اور اشجعی بھی انوائیٹ تھے، مشام کے لئے اشجعی خان کا پرپوزل آیا جسے ایکسپٹ بھی کر لیا گیا تھا جبکہ مشام نے بہت واویلے بھی مچائے تھے۔

''بھا جان! میں نے جیسے تیسے انٹر کے پیپر دے دیئے ہیں آگے میں بالکل ایڈمیشن نہیں لوں گی اور آپ کے دوست وہ تو پتہ نہیں کیا کیا پڑھ رہے ہیں اور نہ جانے کب تک پڑھنا ہے اور جتنا اسٹرکٹلی انہوں نے مجھے پڑھایا ہے کبھی کسی نے اس طرح تو مجھ سے بات بھی نہیں کی، آپ صاف ان سے کہہ دیں کہ میں آگے بالکل نہیں پڑھنے والی اگر ان کا ایسا کوئی ارادہ ہے تو اپنی ہی طرح کی کوئی پڑھاکو ڈھونڈ لیں، مجھے ان سے نہیں کرنی شادی۔'' اس نے شافع سے صاف کہہ دیا تھا جب ماں خان اور دادی خانم نے اس سے شادی کی بات کی اور مشام کا نام لیا تو وہ خاموش ہو گیا، اس کے ارادے سن کر شافع کو کچھ اندیشے ستانے لگے۔

''اشجعی! میشے آگے بالکل نہیں پڑھنا چاہتی، اب تم ایسا چاہو گے تو مشکل ہو گی۔''

''دیکھو شافع! میرے دل میں جو بات تھی تم سے کہہ دی مشام کو ماں خان نے پسند کیا ہے اور مجھے کوئی اعتراض نہ تھا اس لئے حامی بھر لی اور پرپوزل دے دیا گیا، اب میں نہ جھوٹ کہہ سکتا ہوں نہ مشام کی شرط مان سکتا ہوں، مگر وہ اب تک بھی تو زبردستی پڑھتی رہی ہیں، آگے بھی سہی۔'' شافع نے اسے دیکھا وہ کافی مشکل میں لگا جیسے فیصلہ نہ کر پا رہا ہو۔

''اشجعی ایک بات صاف بتا کہ تو میشے سے شادی صرف ماں خان کی پسند پر کر رہا ہے یا میشے خود تجھے بھی پسند ہے۔'' اس نے حیرت سے اسے دیکھا کہ شافع سے ایسی کسی بات کی امید کہاں تھی۔

''میشے مجھے اپنی جان سے زیادہ عزیز ہے اشجعی! اور تیرا پرپوزل قبول کرنے کو دل اسی لئے آمادہ ہے کہ میں تجھ پر بھروسہ کر سکتا ہوں، مگر تیری بات پھر میشے کی شرط، میں بہت الجھ گیا ہوں، اس لئے تجھ سے یہ سوال کیا ہے، کیونکہ اگر صرف اپنی ماں خان کی وجہ سے کر رہا ہے تو شاید کہ میں اس پرپوزل پر نظر ثانی کروں۔'' اشجعی اور ان کے درمیان پہلے کی طرح ہی دوستانہ روابط تھے، سالے بہنوئی کا رشتہ کبھی درمیان میں نہیں آیا کہ دوستی کے درمیان رشتے لائے جائیں تو دوستی میں پہلی جیسی گہرائی و خلوص نہیں رہتا۔

''میں اگر کہوں کہ صرف ماں خان کے فیصلے پر سر نہیں جھکا رہا، ایسی ہی خواہش میرے دل میں بھی تھی؟'' اس نے بہت سوچ کر اس سے یہ بات کہی تھی اور اس کے سنجیدہ چہرے کو دیکھنے لگا۔

وہ کافی دیر کی خاموشی کے بعد خوشی سے بولا اور وہ اسے گھورنے لگا۔

''اتنی دیر سے نہیں پھوٹ سکتا تھا۔'' وہ ہنسنے لگا تو اشجعی خان نے بھی اس کا ساتھ دیا۔

''سوچ لے مشام مان جائیں گی؟''

''اسے جیسے میں اب تک ہینڈل کرتا آیا ہوں آگے کی ذمہ داری تیری، بٹ ڈونٹ وری



یار میری میشے بہت سوفٹ نیچر اور معصوم ہے، ذرا سی اموشنل بلیک میلنگ سے مان جاتی ہے اور اسے پڑھانا تو خود میں بھی چاہتا ہوں، مجھ سے تو خیر ڈرتی کم ہے مجھے ڈراتی زیادہ ہے، مگر مجھے یقین ہے کہ اسے ایزی لی ہینڈل کر لے گا، بٹ یار ایک ریکوئسٹ ہے تجھ سے کہ تو نے میشے کا خیال بہت رکھنا ہے میں نے اس کی آنکھوں میں کبھی آنسو نہیں آنے دیئے، اس میں میری اور ماں جان کی جان ہے، اسے خوش رکھنے اور دیکھنے کے لئے میں کسی بھی حد تک جا سکتا ہوں اور تیرے اعتراض کو اگر اہمیت نہیں دے رہا تو صرف اسی لئے کہ میں نے تیری آنکھوں میں میشے کے لئے محبت دیکھی ہے اور تو نے میری میشے کو بہت زیادہ محبت دینی ہے۔'' شافع لغاری کی آنکھوں میں بہن کی محبت اور جدائی کا خیال نہیں لے آیا۔

''دیکھ بھئی تو فضول کے ڈائیلاگ مار کر مجھے اموشنلی بلیک میل مت کر، میشے کو میری بیوی بن جانے دے اس کے بعد سوچیں گے کیا کرنا ہے اور اٹھ جا مجھے دیر ہو رہی ہے۔'' وہ یکدم گھڑی پر نظر ڈالتا جانے کو کھڑا ہو گیا تو وہ بھی اسے گھورتا ہوا کھڑا ہو گیا، دونوں گھرانوں میں شادی کی تیاریاں شروع ہو گئیں اور پھر ایک حسین شام کو وہ مشام لغاری، مشام اشجعی خان بن کر اشجعی خان کی حویلی چلی آئی۔

☆☆☆

''میں ان پیپرز کو ڈسٹ بن میں تو ڈال سکتی ہوں ان پر سائن نہیں کر سکتی کہ میں نے شادی سے قبل ہی صاف کہہ دیا تھا کہ مجھے آگے نہیں پڑھنا۔'' ان کی شادی کے بعد یہ پہلی بحث نما لڑائی ہے جو پچھلے تین گھنٹوں سے چل رہی ہے، گریجویشن کے فارمز وہ مشام کے لئے بھی لے آیا مگر وہ تو سنتے ہی بھڑک اٹھی اور اس کے بہت نرمی سے سمجھانے پر بھی وہ اپنی ہی ضد پر قائم ہے۔

''میشے فضول بحث کرنے کی بجائے پیپرز سائن کر دو کہ یہ تو طے ہے کہ تم نے آگے پڑھنا ہے، اب چاہے بات آرام سے مان کر کر لو یا سختی کرنے پر۔''

''کیا...... کیا...... آپ مجھ پر سختی کریں گے اور جیسے میں برداشت کر لوں گی، پہلے مجبوری تھی اشجعی کے بھا جان مجھے ہی ڈانٹتے، اس لئے میں نے آپ کا سخت رویہ برداشت کر لیا مگر اب آپ نے ایسا کچھ کرنے کی کوشش بھی کی تو میں...... تو میں......'' جوش سے شروع تو ہو گئی مگر سمجھ نہ آیا کہ کیا کہے اور وہ بیڈ سے اٹھتا الماری کھولے کھڑی مشام کے عین سامنے آ کھڑا ہوا اور اسے شانوں سے تھام لیا۔

''تو میں ان پیپرز پر سائن کر دوں گی۔'' شوخی و برجستگی سے کہا گیا۔

''ہرگز نہیں، آپ نے اپنی یہ ضد نہیں چھوڑی تو میں نے بابا خان اور ماں خان سے آپ کی شکایت لگا دی ہے۔'' اس کے ہاتھ جھٹک کر زور دار آواز سے وارڈ روب بند کی اور اس کے کچھ سمجھنے سے قبل وہ کمرے سے ہی نکل گئی اور کچھ دیر بعد ہی ملازمہ بابا خان کا پیغام لے کر آ گئی اور جس وقت وہ ان کے کمرے میں پہنچا، مشام ماں خان سے لگ کر بیٹھی زور و شور سے روتی اس کی شکایتیں لگا رہی تھی کہ اشجعی خان نے ڈانٹا ہے اور اسے آگے پڑھانا چاہتا ہے جبکہ وہ ایسا نہیں چاہتی اسی لئے شادی سے قبل بھی صاف کہہ دیا تھا، اشجعی کو اس سے اتنے بچکانہ رویے کی امید نہ تھی جب وہ بابا خان اور ماں خان سے ایک لمبا لیکچر لے کر کمرے میں آیا تو غصہ و اشتعال

سے برا حال تھا اسے گھورتے ہوئے وہ واش روم میں گیا تا کہ شاور لے کر غصہ کم کر سکے اور اس میں کسی حد تک کامیاب بھی رہا تھا لیکن اس کو دیکھتے ہی مشام ایڈمیشن فارم لے کر اس کے سامنے آ گئی۔

''آپ خود اس فارم کو ڈسٹ بن میں ڈال دیں۔''

''شٹ اپ مشام! اور یہ کیا حرکت کی تھی تم نے ضرورت کیا تھی وہ سب جا کر بابا خان سے کہنے کی۔'' وہ آواز نیچی نہیں رکھ سکا تھا اور اس کی دھاڑ پر وہ لرز کر دو قدم پیچھے ہوئی تھی۔

''ڈانٹا کب تھا جو جھوٹ کہا تم نے؟ اپنی ان بچکانہ حرکتوں سے آخر ثابت کیا کرنا چاہتی ہو؟ مگر کان کھول کر سن لو میرے فیصلے اٹل ہوتے ہیں، ایڈمیشن تو تمہیں ہر حال میں لینا ہوگا، بابا خان سے کہہ چکی ہو شافع کو بھی بتا دو، مگر کتنی ہی فرار کی راہیں ڈھونڈ لو، میرا یہ فیصلہ نہیں بدلے گا کہ تم آگے پڑھو گی۔'' اس کا خوفزدہ انداز دیکھ بھی نرم نہیں پڑا کہ اس کی حرکت اشجعی کو سخت بری لگی ہے اور یہ اس کی نرمی ہی تھی کہ وہ یوں دوڑ کر معمولی سی بات سب کو بتا آئی، بابا خان اور ماں خان کے سامنے اسے کتنی شرمندگی اٹھانا پڑی کہ بابا خان نے تو خود اس کی آگے پڑھنے کی مخالفت کی تھی مگر اس کی ضد کے آگے چپ کر گئے تھے،

ایک تیز نظر اس کے لرزتے سراپے پہ ڈال کر وہ کمرے سے ہی نکل گیا، اس کے جاتے ہی وہ بیڈ پر گر کر پھوٹ پھوٹ کر روئی اور روتے روتے تھک گئی تو شافع لغاری کو فون کر ڈالا۔

''بھا جان! آپ پلیز مجھے آ کر لے جائیں، مجھے یہاں نہیں رہنا ہے۔'' شافع لغاری کی آواز سن کر وہ روتے ہوئے بولی۔

''میشے! بات کیا ہوئی ہے؟ تم رو کیوں رہی ہو؟'' وہ پریشان ہو گیا تھا۔

''اشجعی نے مجھے ڈانٹا، اتنے سخت لہجے میں بات کی، میں اب یہاں نہیں رہوں گی، آپ مجھے لینے آ جائیں۔'' وہ اس کی ہچکیاں سن کر تو بے حد متفکر ہو گیا۔

''میشے! کچھ بتاؤ بھی تو سہی کہ ہوا کیا آخر اشجعی نے ڈانٹا تو کیوں؟'' اور اس نے روتے ہوئے ساری تفصیل بتا دی، اسے غلط وہی لگی مگر یہ کہہ نہیں سکتا تھا کہ فون پر بات کر رہا ہے سامنے ہوتا تو اسے سمجھانا آسان ہوتا۔

''آپ نے کہا تھا کہ اشجعی مجھے پڑھنے کو نہیں کہیں گے، آپ بس مجھے آ کر لے جائیں۔'' ہر دوسری بات کے بعد وہ انہی چند لفظوں کی گردان کرنے لگتی۔

''میشے بیٹا! آپ کیوں اس طرح کی باتیں کر رہی ہو اور اب رونا نہیں، میں اشجعی سے بات کرتا ہوں۔''

''آپ کو جو بات کرنی ہو آ کر کریں، مجھے لینے نہیں آئیں گے تو میں خود آ جاؤں گی۔'' وہ ضدی لہجے میں بول کر لائن ہی کاٹ گئی تو وہ پریشان سا دوبارہ اس سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کرنے لگا مگر بیل جاتی رہی اس نے کال ریسیو نہیں کی تو اسے غصہ آنے لگا اور اب کے اس نے اشجعی کو کال ملائی اور اسے ساری بات بتائی تو اسے کے غصہ میں کئی گنا اضافہ ہو گیا۔

''اشجعی میں مانتا ہوں کہ اتنی سی بات میشے کو بابا خان سے نہیں کہنی چاہیے تھی، اس کی طرف سے میں ایکسکیوز۔''

''پاگل ہو گئے ہو شافع۔'' جلدی سے بات کاٹ کر ڈپٹا۔

''ایک ماہ سے اسے دیکھا تک نہیں ہے، اس کی روتی ہوئی آواز اور ہچکیاں سنیں تو خود پر



کنٹرول نہیں کر پا رہا، تم اس کے ساتھ سختی مت کرو آئی ریکوئسٹ یو۔''

''تو اگر مجھ پر بھروسہ کر سکتا ہے تو کر لے کہ میں نے اسے ڈانٹا نہیں تھا، بابا خان سے جب اس نے یہ سب کہا اور ان کی ڈانٹ مجھے سننا پڑی تو مجھے غصہ آ گیا اور میں نے صرف سخت لہجے میں اس کو یہ سب کرنے پر سرزنش کی تھی، لیکن مجھے اندازہ نہیں تھا کہ وہ پہلے بابا خان اور پھر تم سے بھی کہہ دے گی، لیکن تم پریشان نہ ہو میں اس سے بات کرتا ہوں اور اس کا موڈ جیسے ہی ٹھیک ہو گا تم سے بات کروا دوں گا۔'' اشجعی خان نے بات ہی ختم کر دی، آدھے گھنٹے بعد کمرے میں آیا تو وہ تھی نہیں، وہ عجلت میں آگے بڑھا، واش روم و ڈریسنگ روم حتیٰ کہ اسٹڈی بھی چیک کر لی جبکہ وہ وہاں اس نے اب تک قدم بھی نہیں رکھا تھا، اسے کہیں نہ پا کر وہ باہر آیا ملازمہ سے پوچھا۔

''بی بی خان تو باہر گئی ہیں۔''

''واٹ تم نے روکا کیوں نہیں۔''

''میں کیسے روکتی اور آپ بھی تو باہر ہی تھے میں سمجھی آپ دونوں شہر۔'' وہ باہر کی طرف دوڑا تو لان میں ہی چوکیدار مل گیا۔

''بڑے خان، وہ بی بی خان کو ام بہت روکا، مگر وہ نہیں رکی، چلی گئی۔'' تو اسے لگا کہ پیروں تلے سے زمین سرک گئی ہو، ملازمہ کو آواز دے کر گاڑی کی چابی منگوائی اور وہ کچھ ہی دیر میں وہ گاڑی لے کر نکلا، اسے غصہ کے ساتھ فکر بھی ہونے لگی ہے، وہ حویلی سے پندرہ منٹ کے راستے پر اسے سیدھی سڑک پر جاتی ہوئی نظر آئی تو وہ گاڑی روک کر اترا اور اسے دیکھ کر تو اس نے تیزی سے آگے بڑھنا چاہا تھا کہ وہ اس کا ہاتھ تھام گیا۔

''چھوڑیں میرا ہاتھ، میں آپ کے ساتھ نہیں جا......''

''شٹ اپ۔'' دھاڑا اور تقریباً گھسیٹ کر اسے گاڑی میں ڈالا تو وہ چیخنے لگی۔

''میں آپ کے ساتھ نہیں جاؤں گی، مجھے کراچی جانا ہے بھا جان کے پاس، آپ بہت برے ہیں، بہت ڈانٹتے ہیں، میں آپ کے ساتھ نہیں رہوں گی۔''

''بکواس بند کرو مشام! لے کر انی سی بات کا بتنگڑ بنا کر رکھ دیا ہے، ایسے کون سے ظلموں کے پہاڑ تم پر توڑ ڈالے ہیں جو یوں ری ایکٹ کر رہی ہو؟'' اس کا ازلی غصہ عود کر آنے لگا۔

''اور کس سے پوچھ کر تم نے گھر سے قدم باہر نکالا؟ حلیہ دیکھا ہے تم نے اپنا، ہماری حویلی کی عورتیں بغیر حجاب کے نہیں نکلتیں اور تم گلے میں دوپٹہ ڈال کر نکل پڑیں۔'' وہ اس کی ساری مذاحمتیں رد کرتا رش ڈرائیونگ کر کے حویلی پہنچا تھا اور تقریباً گھسیٹتا ہوا اسے کمرے تک لایا، رات کے نو بج رہے تھے، اس لئے سب ہی کمروں میں سونے جا چکے تھے باہر نہیں تھا، کمرے میں آ کر بھی اس نے وہی گردان شروع کی تو اس کی ہمت جواب دے گئی اور خونخوار نگاہوں سے دیکھتا ہوا نہایت درشت لہجے میں کہنے لگا۔

''وہ بھی رات کے نو بجے کوئی اونچ نیچ ہو جاتی ہو؟''

''زیادہ سے زیادہ مر جاتی تو اچھا ہی ہے آپ سے تو جان چھوٹ جائی، مجھے آپ جیسے دھوکے باز شخص کے ساتھ رہنا ہی نہیں ہے، مجھے یہاں سے جانے......'' وہ جو سسکتے ہوئے بولنے لگی تھی یکدم چپ رہ گئی۔

''تڑاخ، ایک لفظ مزید کہا تو زبان کھینچ لوں گا۔'' حد شکر کہ وہ بیڈ پر گری، اس کے تو چودہ طبق روشن ہو گئے، وہ تو سر تک نہیں اٹھا پائی اور وہ

اسے بیڈ پر اوندھا پڑے چھوڑ کر کمرے سے ہی نکل گیا مگر اس بار اس نے روم لاکڈ کر دیا تھا۔

☆☆☆

''بھا جان! میں یہاں نہیں رہوں گی، اشجعی نے مجھے ڈانٹا مجھے آپ کی میشے کو مارا، میں اب یہاں نہیں رہوں گی۔'' اس رات وہ بے ہوش ہو گئی تھی، کمرے میں آنے کا اشجعی کا ارادہ نہ تھا لیکن کہیں اور جا نہیں سکتا تھا اور کسی اور کمرے میں بھی رات نہیں گزار سکتا تھا اس لئے تین گھنٹے بعد آیا تو اسے اسی حالت میں جس میں چھوڑ گیا تھا دیکھ کر تیزی سے اس کی طرف بڑھا، اسے بے ہوش پا کر نبض چیک کی اور ڈاکٹر کو کال کر لیا، بہت مشکل سے اسے ہوش آیا کہ مگر ہوش میں آنے کے بعد اس کی وہی تکرار شروع ہو گئی، اس کی دگرگوں حالت کے پیش نظر اس نے شافع لغاری کو بلا لیا اسے دیکھتے ہی وہ اس کے سینے میں سما گئی اور رو رو کر وہی گردان شروع کر دی۔

''چپ کر جاؤ میشے!'' اگلے ہی دن وہ چلا آیا۔

''بچی نہیں ہو جو یوں رو رو کر سب کو پریشان کیا ہوا ہے، اشجعی نے ڈانٹ دیا تو کون سی قیامت آ گئی ہے وہ تمہارا شوہر ہے، غلطی کرو گی تو ڈانٹے گا ہی اور گھر سے نکلنے کی کیا ضرورت تھی؟ غلطی کر کے بھی چاہتی ہو کوئی تم سے کچھ نہ کہے، مجھے یہ بتاؤ گھر سے نکلیں کیسے؟'' وہ اسے جانتا ہے کہ نرمی دکھائی تو اس نے اور بچکانہ ری ایکٹ کرنا ہے اس لئے کسی قسم کی رعایت دیئے بغیر اس سے استفسار کرنے لگا اور وہ تو اس کے لب و لہجے پر ہی بے یقین تھی کہتی تو کیا کہ کہنے کو تو ویسے بھی کچھ نہیں تھا۔

''تم نے یہ حرکت وہاں گھر پر کی ہوتی تو تھپڑ تو میں بھی مارتا کہ اتنی سی بات کے لئے کوئی گھر سے نکلتا ہے دو دن سے تم نے سب کو پریشان کر کے رکھا ہوا ہے، بچی نہیں ہو اب شادی ہو گئی ہے تمہاری دوسروں کے بارے میں سوچنا سیکھو، اشجعی کو کتنا پریشان کیا ہے تم نے اندازہ ہے اس کا؟ اور گھر والوں اور ملازموں کے سامنے جو انسلٹ فیل کر رہا ہو گا وہ الگ۔'' اس کے متورم چہرے کو دیکھ کر وہ یکدم چپ کر گیا، پپوٹے سوجے ہوئے ہیں، اس کے دل کو کچھ ہونے لگا، یکدم ہاتھ بڑھا کر اسے اپنے قریب کر لیا اور وہ اس کے کاندھے سے لگی بلکنے لگی۔

''مجھے نہیں پتہ تھا کہ میری شادی کر کے آپ مجھے بھول جائیں گے، میری پرواہ ہی نہیں رہے گی آپ کو، میں آپ کو کتنا مس کر رہی تھی اور آپ اتنے دن لگا کر آئے تو مجھے ہی ڈانٹ رہے ہیں۔'' وہ بچوں کی طرح روتے ہوئے بولی تھی۔

''بس چپ کر جاؤ اور فریش ہو کر آؤ۔'' آنسو پونچھے اور اسے اٹھنے پر آمادہ نہ دیکھ کر زبردستی بھیجا۔

''تم فریش ہو کر آ جاؤ پھر بات کریں گے۔'' اس کے جاتے ہی اس نے اشجعی خان کو بلا لیا۔

''میں نے تم سے پہلے ہی کہا تھا کہ تم کوئی زبردستی نہ کرنا بات نرمی سے کرو گے تو مان جائے گی، لیکن جو ہوا وہ ہو گیا کہ اس حد تک جانے کے لئے میشے نے ہی مجبور کر دیا ہو گا۔'' اس کا اشارہ گھر سے نکل جانے پر تھا۔

''شافع! میں فون پر تجھے سب بتا چکا ہوں، اس لئے اب ذکر نہ کر، لیکن میں تجھ سے شرمندہ ہوں کہ اگر اس نے بے وقوفی کی تھی تو میں نے کون سی عقلمندی دکھائی۔'' اس کا اشارہ تھپڑ مارنے کی طرف ہے۔

''یار ایسا کر کچھ دنوں کے لئے مشام کو ساتھ لے جا نیکسٹ ویک کراچی آؤں گا تو ملنے آ جاؤں گا۔''

''نہیں اس کی ضرورت نہیں ہے، میں آج اسے ساتھ لے گیا تو اس نے پھر ہمیشہ یہی کرنا ہے، اسے ڈانٹ چکا ہوں اب تیری باری ہے کہ جب تک اس کے سامنے تیرے کان نہیں کھینچوں گا اسے نہ یقین آئے گا نہ وہ سب بھولے گی، لیکن یہ یاد رکھنا کہ تم دونوں میاں بیوی کے معاملے میں فرسٹ اینڈ لاسٹ ٹائم مداخلت کر رہا ہوں کہ وہ ان میچورڈ ہے لیکن تم تو میچور ہو، وہ تمہیں نہیں سمجھتی ہے، مگر تم تو اسے سمجھو، کہ وہ کس بات پر کیسا ری ایکٹ کرے گی اس لئے اس سے یہ بات کرنی کیسے ہے، اب بچے تو ہو نہیں کہ کھل کر سب کچھ سمجھاؤں، میری بات سمجھ گئے ہو گے اور یہ یقین ہے کہ اب میری انوالومنٹ نہیں ہو گی کہ تم خود میشے کو اس کے مزاج کے مطابق ہینڈل کر لو گے۔'' بات ختم کر کے اشجعی چائے پینے لگا۔

''اشجعی نے میرے ساتھ بہت سختی سے بات کی تھی۔'' اس نے آنے پر شافع نے نئے سرے سے بات شروع کی، مشام نے ساری بات تفصیل سے بتا کر کہا تھا۔

''سختی سے بات نہ کرتا تو کیا میڈل پہناتا، شافع صرف اسکی وجہ سے بابا خان اور ماں خان کے سامنے کتنی انسلٹ ہوئی ہے میری اور یہ گھر سے ہی نکل گئی راستے تک پتہ نہیں ہیں، میں اگر وقت پر نہ پہنچتا تو سوچا ہے کتنا کچھ غلط ہو سکتا تھا۔''

''غلط ہو سکتا تھا، ہوا نہیں تھا اور آپ نے کتنی زور سے تھپڑ مارا کتنی تکلیف ہو رہی تھی مجھے۔'' آنسو ٹپ ٹپ گرنے لگے۔

''اشجعی کی طرف سے میں سوری کر لیتا ہوں اور اس بات کو بس اب یہی ختم کر دو۔''

''نہیں آپ کیوں سوری کریں گے، کیا یہ خود ایکسکیوز نہیں کر سکتے اور آپ مجھے کتنا ڈانٹ رہے تھے ان سے کچھ نہیں کہہ رہے، یہ سڑے ہوئے غصیلے اشجعی آپ کو مجھ سے زیادہ عزیز ہو گئے ہیں۔'' منہ بنا کر ایک ساتھ کتنے ہی شکوے ہوئے، ان دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا شافع کو ہنستے دیکھ کر وہ خفت کا شکار ہو گیا۔

''مسٹر اشجعی خان، تم نے آخر کیا سوچ کر میری بہن سے سخت لہجے میں بات کی اور میشے پر ہاتھ اٹھانے کی ہمت بھی کیسے ہوئی؟ اب میں اپنی بہن کو یہاں سے ہمیشہ کے لئے لے جا رہا ہوں، اب میشے یہاں کبھی نہیں آئے گی۔'' وہ مسکراہٹ سمیٹتا دبنگ لہجے میں بولتا، میشے کو بری طرح گڑبڑا گیا۔

''اٹھو میشے اپنا سامان پیک کرو۔'' وہ اشجعی خان کو دیکھنے لگی۔

''تمہارے اس فیصلے میں کوئی ردوبدل ہو سکتی ہے یا نہیں؟''

''ہرگز نہیں، میشے اب کبھی یہاں نہیں آئے گی اور تم کیا بیٹھی ہو اٹھو۔'' وہ اٹل لہجے میں بولتا میشے کو ڈپٹ کر کھڑا ہو گیا، اس کا سیل بجنے لگا تو اس نے سیل فون جیب سے نکال کر نمبر دیکھا۔

''رمزی کی کال آ رہی ہے باہر جا کر بات کرتا ہوں، تم جب تک اپنا بیگ لے کر آ جاؤ، مجھے یہاں سے بیس منٹ میں نکلنا ہے، ایک گھنٹے بعد فلائیٹ ہے۔'' وہ عجلت میں کہتا نکلنے لگا تھا کہ وہ اٹھی اور اس کا بازو تھام گئی۔

''مجھے آپ کے ساتھ نہیں جانا ہے۔''

''کیوں؟ آخر کیوں، اشجعی نے تمہارے ساتھ اتنا برا رویہ رکھا تم پر ہاتھ اٹھایا، میں یہ برداشت نہیں کر سکتا، میں تمہیں اپنے ساتھ لے

کر جاؤں گا، کیا سوچ کر اس نے تمہارے ساتھ مس بی ہیو کیا، لاوارث نہیں ہو۔'' وہ اس کی سنے بغیر سیل فون کان سے لگائے باہر نکل گیا۔

''اش...... انجعی میں نے بھا جان کے ساتھ نہیں جانا ہے۔'' انجعی خان نے کن اکھیوں سے اسے دیکھا جو خوف سے زرد پڑنے لگی ہے۔

''جب تمہیں میرے ساتھ رہنا ہی نہیں ہے تو شافع کے ساتھ تو جانا ہی پڑے گا۔'' اس نے بہت تڑپ کر اسے دیکھا۔

''میں نہیں جاؤں گی، مجھے نہیں جانا ہے۔'' اس کا بازو تھام کر قدرے بے بسی سے بولی۔

''جب جانا نہیں تھا تو اشو کیوں بنایا؟ شافع کو بلانے کی ضرورت ہی کیا تھی؟'' خفگی سے اس کے متورم چہرے کو دیکھا۔

''اشو نہیں بنایا ہے میں نے، آپ نے کیوں مجھ سے ایسے بات کی تھی؟ آج تک ماں جان اور بھا جان نے مجھ پر ہاتھ نہیں اٹھایا تھا لیکن آپ نے کتنی زور سے مجھے تھپڑ مارا تھا، مجھے کتنی پین ہو رہی تھی مگر آپ کو کیا پرواہ تھی، تین دن میں پوچھا تک نہیں اور اب بھی بھا جان سے ایک دفعہ بھی نہیں کہا کہ میں کہیں نہیں جاؤں گی، ایکسکیوز نہیں کر سکتے تھے کم از کم روک تو سکتے ہیں، لیکن آپ مجھے روکنا ہی کب چاہتے ہیں، دو ماہ میں ہی مجھ سے عاجز ہو گئے ہیں تو ٹھیک ہے، میں چلی جاتی ہوں اور اب کبھی آؤں گی بھی نہیں۔'' روتے سسکتے ہوئے شکوے کیے اور ایک ناراض نظر اس کے چہرے پر ڈالتی آگے بڑھی اس سے پہلے روم سے نکلتی کہ وہ اس کا بازو تھام گیا۔

''پہلے نہیں روکا اب روک رہا ہوں، مجھے چھوڑ کر کہیں نہ جاؤ۔'' اس نے جھٹکے سے بازو آزاد کروایا تو وہ بغور اس کے ناراض بھیگے ہوئے چہرے کو دیکھ کر بولا۔

''اب بالکل نہیں ڈانٹوں گا اور تم پر انتہائی غصہ میں بھی ہاتھ نہیں اٹھاؤں گا۔'' ہاتھ بڑھا کر اس کے آنسو پونچھنے لگا۔

''اور اس سب فساد کی جڑ کا بھی کبھی ذکر تک نہیں کریں گے۔'' سوں سوں کرنے لگی وہ اس کا اشارہ سمجھ گیا تھا مگر ظاہر نہیں کیا۔

''تم کون سی جڑ کی بات......''

''بنیے مت، میں گریجویشن کی بات کر رہی ہوں، میں آگے ایڈمیشن نہیں لے رہی، مگر یہ قصہ پھر سے چھیڑنا ہو تو میں بھا جان کے ساتھ چلی جاؤں گی۔'' اس کو دیکھا۔

''دھمکی دے رہی ہو؟'' نرمی سے استفسار ہوا۔

''یہی سمجھ لیں، ایک ہی شرط ہے میری۔'' اس نے نخرہ دکھایا۔

''او کے بٹ یہ یاد رکھنا کہ شرط سمجھ کر نہیں قبول کر رہا صرف تمہاری خوشی کا خیال ہے، تین دنوں میں جتنے آنسو بہا چکی ہو اپنی انرجی ضائع کر چکی ہو بس بہت ہے، کہ میں تمہیں روتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا۔'' اس کے رخسار نرمی سے تھپتھپایا؟

''آپ صرف میری خوشی کے لئے ایسا کر رہے ہیں؟'' بے یقینی سے اسے دیکھا کہ تعلیم کے لئے اس کا شوق شافع سے سن چکی تھی دو ماہ سے دیکھا بھی تھا کہ وہ لازمی دو گھنٹے تو اسٹڈی میں گزارتا ہی ہے، زیادہ کی تو حد ہی نہیں ہے۔

''ہاں میں تمہیں ہمیشہ بہت خوش دیکھنا چاہتا ہوں اور تمہاری خوشی تعلیم جاری نہ رکھنے میں ہے تو ٹھیک ہے میں تمہاری خوشی و مرضی کا خیال رکھوں گا کہ علم حاصل کرنا فرض ہے اور فرائض کی ادائیگی خوشی و مرضی سے ہو تو اچھا لگتا ہے، زبردستی کا عنصر داخل ہو جائے تو سوائے خسارے کے کچھ حاصل نہیں ہوتا کہ جب تمہیں شوق ہی نہیں ہے تو تم ہر وقت رسیاں تڑوانے کی کوشش ہی کرتی رہو گی کہ جہاں موقع ملا وہیں مرضی کر لی۔'' اس کے لہجے میں کچھ ایسا ضرور تھا کہ وہ شرمندگی سے نگاہ چرا گئی۔

''اب ایسا بھی نہیں ہے انجعی، ہوتا تو میں انٹر تک کبھی نہ پڑھ پاتی۔'' اپنا دفاع کرنا چاہا۔

''شافع تمہیں مجبور نہ کرتا اور تمہاری مان لیتا تو تم نے کبھی انٹر نہیں کرنا تھا۔'' حقیقت بیان کی تھی۔

''میں مانتی ہوں بھا جان کی ضد اور زبردستی نہ ہوتی تو میں کبھی اتنا نہ پڑھ پاتی، مگر میں جو پڑھنے سے چڑھتی ہوں، بھا جان اور ماں جان نے کبھی مجھے کسی بھی چیز کے لئے نہ نہیں کہا، مگر بات جب بھی ایجوکیشن کی آئی بھا جان نے کسی قسم کی نرمی نہیں کی، فرسٹ ٹائم ڈانٹ پڑی تو میٹرک میں بی گریڈ لانے پر، دوسری ڈانٹ جو پہلے سے زیادہ بری تھی، فرسٹ ائیر میں بری طرح فیل ہونے پر پڑی اور جب آپ مجھے فرسٹ ڈے پڑھانے آئے تھے، اس رات بھا جان میرے انکار پر ہاتھ تک اٹھا چکے تھے، اسی لئے مجھے آپ سے چڑ ہوتی تھی اوپر سے آپ ہر وقت ڈانٹنے کو تیار۔'' اس نے دھیرے دھیرے خیالات شیئر کرتے ہوئے ساتھ ہی عزائم بھی بتا ڈالے۔

''آپ خود بتایئے کہ اتنا سخت رویہ آپ کے ساتھ ہوتا تو آپ کا انٹرسٹ ڈویلپڈ ہوتا یا آپ کو بھی چڑ اور بے زاری ہونے لگتی؟'' اس نے انجعی کو سوالیہ نگاہوں سے دیکھا تو وہ اثبات میں گردن ہلا گیا کہ ایسا ہی ہوتا۔

''مجھے چڑ اور بے زاری تو ہو گئی تھی لیکن برا رزلٹ تو خود مجھے بھی برا ہی لگتا تھا کہ بیڈ ریمارکس تو کسی کو بھی اچھے نہیں لگتے صرف اس لئے میں پیپرز کے دنوں میں مخلص ہو کر پڑھتی تھی کہ بھا جان کی امیدیں نہیں توڑ سکتی تھی اور اب آپ ایسا چاہتے ہیں لیکن میری خوشی کا بھی خیال ہے تو میں، میں بھی تو آپ کو خوش دیکھنا چاہتی ہوں، اس لئے میں اپنی ایجوکیشن مکمل رکھوں گی، لیکن صرف گریجویشن تک، بی کام کے بعد میں بالکل نہیں پڑھنے والی۔'' اس نے تفصیل سے بات کی اور ناک چڑھا کر جسے اینڈ کیا اور خود کو دیکھتے انجعی کو دیکھنے لگی کہ وہ ایگری ہے یا نہیں انجعی کی مسکراہٹ اس کی باتوں پر گہری ہوتی گئی تھی اور بات کے اختتام پر وہ قہقہہ میں بدل گئی، وہ نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔

''بالکل پاگل ہو تم۔'' ہنسی کے درمیان کہتا اسے جلا ہی تو گیا۔

''لیکن آپ سے کم کہ ہنسنے والی بات نہ ہو تو کبھی نہیں ہنستی۔''

''ہنستی نہیں ہو، ہنس سکتی ہو کہ اس میں برائی نہیں ہے۔'' شرارت سے اس کے خفا خفا چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا اور وہ اسے غصہ سے دیکھتی بیڈ سے اتر گئی۔

''تھینک یو میٹھے! اور جیسے تم نے میری خوشی و خواہش کا خیال رکھا ہے، بندہ تمہاری ہر بات مانے گا، بی کام کے بعد تم تعلیم کو خیر باد کہہ کر ساری توجہ مجھ پر دینا۔'' وہ اس کا ہاتھ تھام کر اسے بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے بولا تھا۔

''خود آپ کا کب تک پڑھتے رہنے کا ارادہ ہے؟''

''بس یہ لاسٹ ائیر ہے اس کے بعد مکمل توجہ جاب اور زمینوں کی طرف دوں گا۔'' اس کے منہ بنا کر پوچھنے پر نرمی سے بولا تھا۔

''اور میں میرا کوئی خیال نہیں ہے راتوں کو اٹھ کر اپنی اسٹڈی میں جا پہنچتے ہیں۔'' انجبی خان کا قہقہہ بڑا بے ساختہ تھا۔

''میں تو سمجھتا تھا کہ تمہیں خبر بھی نہیں ہو گی۔''

''گہری نیند سوتی ہوں بے خبر نہیں اور آپ اپنی اس حرکت سے باز نہیں آئے تو میں نے......''

''بھا جان سے شکایت کر دینی ہے۔'' اس کے سے انداز میں کہا تو وہ خجل ہو گئی۔

''آج کل تھیسس پر کام کر رہا ہوں، دن بھر آفس میں بزی ہوتا ہوں، پھر گھر اور تمہیں بھی ٹائم دینا ہوتا ہے، ویسے میرے پڑھنے کا ٹائم ہی رات دو کے بعد شروع ہوتا ہے اور یہ تو مانو گی کہ میں نے اپنی ترجیحات کو تم پر فوقیت نہیں دی، لیکن تمہیں رات گئے میرا اسٹڈی میں جانا نہیں پسند تو چھ ماہ تقریباً یہ سب برداشت کرنا پڑیگا، مگر وعدہ ایم فل کمپلیٹ ہوتے ہی بندہ خاکسار کی جانب سے کوئی شکایت نہیں ہو گی۔'' عاجزی سے کہہ کر زیر لب مسکراتے ہوئے اسے دیکھا جو بے ساختہ ہی کھل کھل کرتی ہنس دی ہے۔

''اب جلدی سے جا کر چینج کر کے آ جاؤ، شانع بے چارہ انتظار کر رہا ہو گا۔''

''بھا جان، سے کیسے کہیں گے؟ وہ تو بالکل نہیں مانیں گے وہ بہت غصہ میں ہیں۔'' یکدم اس کی ہنسی رک سی گئی۔

''تم فریش تو ہو کر آؤ بات کر لیں گے کہ اس طرح روئی ہوئی شکل لے کر جاؤ گی تو شانع کیا مانے گا، بابا خان اور ماں خان نے میری کھنچائی کر دینی ہے، سچ میشے مجھے بابا خان کا کبھی سخت لہجہ تک نہیں سننا پڑا اور تمہاری وجہ سے وہ کتنی سختی سے میرے ساتھ پیش آتے رہے ہیں، ماں خان جو کسی کو نہیں ڈانٹتیں، ان تک سے مجھے ڈانٹ پڑوائی ہے تم نے؟'' خشمگیں نگاہوں سے اسے دیکھا تو وہ ہنسنے لگی۔

''ہاں تو آپ مجھے ڈانٹیں اور آپ کو کوئی نہ ڈانٹے۔'' کمر پر ہاتھ رکھے وہ بڑی جوش سے اس کی طرف مڑی تھی۔

''خدا کو مانو میشے، کب ڈانٹا ہے میں نے تمہیں، کتنا جھوٹ بولو گی؟'' اس کا لڑاکا بیویوں والا انداز اس کے شنگرفی لبوں پر مسکراہٹ بکھیر گیا۔

''تیز لہجے میں جو بات کی تھی، وہ بھول گئے اور آئندہ ایسا کیا نہ تو میں بابا خان، ماں خان اور بھا جان سے آپ کی فوراً شکایت لگاؤں گی، ٹریلر دیکھ ہی چکے ہیں۔''

''تمہارا بھائی زیادہ اکڑے گا نہ تو میں تمہیں اسی کے ساتھ چلتا کر دوں گا۔'' پاؤں میں سلیپر پہننے لگا تھا۔

''واہ ایسے کیسے چلتا کریں گے، یہ بات بابا خان کے سامنے کہہ کر دیکھیے گا، سب کے سامنے ڈانٹ پڑے گی تو مزہ آئے گا۔'' اس نے شرارت سے آنکھیں گھمائیں۔

''پوری آفت کی پرکالہ ہو، میرے دوست اور میرے پیرنٹس کو قابو میں کر لیا ہے۔''

''آپ قابو میں جو نہیں آتے، میری بات ویسے ہی مان لیں تو میں کیوں بابا خان کو اپنا سپورٹر بناؤں۔'' مزے سے کہتی وارڈ روب میں سے کپڑے نکالنے لگی کہ کل سے وہ یہ سوٹ پہنے ہوئے ہے جواب کافی ملگجا سا ہو گیا ہے۔

''میاں کو قابو میں کرنے کے بھی کچھ آداب ہوتے ہیں مسز، کبھی ان کو کیوں نہیں آزما کر دیکھتیں۔'' وہ شوخ ہوا تھا۔

''معاف ہی رکھیے، ماں خان نے بچپن



سے کھانے پینے سونے جاگنے کے جو آداب سکھائے ہیں وہی بہت ہیں، میں اب کوئی نئے آداب نہیں سیکھنے والی۔'' وارڈ روب بند کرتے ہوئے مڑی تھی کہ انجبی خان سے ٹکرا گئی۔

''تم سیکھنے کے عمل سے اتنا بھاگتی کیوں ہو؟''

''بس میرا دل نہیں کرتا سیکھنے کو۔''

''پھر کیا کرنے کو دل کرتا ہے؟'' وہ اس کے سامنے سے ہٹنے لگی تھی کہ انجبی خان نے اسے شانوں سے تھام لیا۔

''کبھی فرصت میں بتاؤں گی، لیکن ایک بات بتاؤں آپ کو؟'' وہ لمحہ بھر کو اس کی آنکھوں سے کنفیوژ ہوتی دور ہوئی تھی کہ یکدم خیال آنے پر بولی۔

''جب میں نے آپ کو فرسٹ ٹائم ریسٹورنٹ میں دیکھا تھا، میرا دل کتنی زور سے دھڑکا تھا انجبی میں بتا نہیں سکتی، آپ پر سے میری نگاہ ہی نہیں ہٹ رہی تھی، مگر جب آپ مجھے پڑھانے آئے، سخت برے لگنے لگے، ہر وقت ڈانٹتے جو رہتے تھے۔'' اس کی آنکھیں جگمگانے لگیں تھیں، لہجہ کھنک دار ہو گیا تھا، اس نے آخر میں منہ بنا کر ناک چڑھا کر مسکراتے انجبی کو دیکھا۔

''اچھا اب کبھی تمہیں نہ ڈانٹوں تو کیا پھر تمہیں اچھا لگوں گا۔'' اس کے لہجے میں جذبوں کی آنچ تھی، کچھ کہنے کی چاہ میں وہ لب کچلنے لگی اور سرعت سے واش روم کی طرف بھاگی، اس کو روکنے کے لئے آنچل تھاما تھا جو پورا اس کے ہاتھ میں آ گیا۔

''اچھے لگیں گے، بہت بہت زیادہ اچھے۔'' اس کے حیا سے کہنے پر وہ کھل کر مسکرایا۔

''اور تم مجھے ہر حال میں اچھی لگتی ہو، ہنستی ہوئی بھی اور سوں سوں کرتی ہوئی تھی، مگر میں تم کو ہمیشہ خوش دیکھنا چاہوں گا کہ میری جان تم کو اداس نہیں دیکھا جاتا۔'' وہ اس کو مخمور نگاہوں سے دیکھتا ہوا بولا اور وہ بے ساختہ ہنس دی اور اس کی ہنسی کی جلترنگ سے کمرہ گونج اٹھا اور وہ طمانیت و آسودگی کے حصار میں بندھتا مسکرا کر اسے جلدی آنے کا کہتا باہر نکل آیا کہ اس نے شانع کو بھی تو بتانا تھا کہ ناراضگی کے بادل چھٹ گئے ہیں، اس نے اپنی معصوم بے وقوف سے بیوی کو منا لیا ہے۔

دلوں میں محبت ہو تو دیر سویر ایک دوسرے کے لئے گنجائش نکل ہی آتی ہے اور یہاں تو یہ مسئلہ بھی نہ تھا، چھوٹی سی غلط فہمی کہیں یا چھوٹی سی بات جو مشام کی بے وقوفی اور بچپنے نے بہت بڑی کر دی، مگر اب سب کچھ سیٹ ہو چکا ہے اور یہ خوشخبری اسے کسی کو بتانی ہی نہ پڑی کہ ان دونوں کے جگمگاتے چہرے بتانے کو کافی تھے، کہ محبت کی پری نے اپنی چھڑی ہلا کر دونوں کو سحر زدہ کر دیا تھا۔

☆☆☆